قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل

لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

سوموار 29/ اگست 2022ء | یکم صفر 1444 ہجری قمری | 29/ ظہور 1401 ہجری شمسی | جلد: 4 | شمارہ: 182

فرمانِ رسولؐ

عَنۡ أَبِي هُرَيۡرَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنۡهُ قَالَ سُئِلَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيۡهِ وَسَلَّمَ أَيُّ النَّاسِ أَكۡرَمُ قَالَ أَكۡرَمُهُمۡ عِنۡدَ اللّٰهِ أَتۡقَاهُمۡ

(بخاری کتاب التفسیر باب قَوۡلِہٖ لَقَدۡ کَانَ فِیۡ یُوۡسُفَ وَاِخۡوَتِہٖۤ اٰیٰتٌ لِّلسَّآئِلِیۡنَ)

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ لوگوں میں سے کون زیادہ معزز ہے؟ آپؐ نے فرمایا ان میں سے اللہ کے نزدیک وہ زیادہ معزز ہے جو زیادہ متقی ہے۔

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

کتاب اللہ مشورہ دے گی

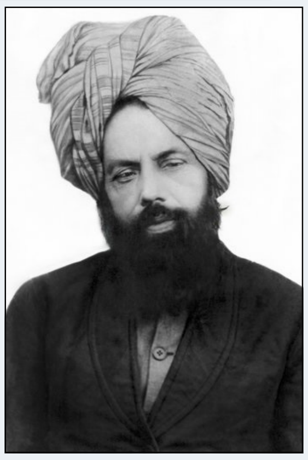

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

بات یہ ہے کہ جب انسان نفس سے پاک ہوتا اور نفسانیت چھوڑ کر خدا کے ارادوں کے اندر چلتا ہے، اس کا کوئی فعل ناجائز نہیں ہوتا بلکہ ہر ایک فعل خدا کی منشاء کے مطابق ہوتا ہے۔ جہاں لوگ ابتلا میں پڑتے ہیں وہاں یہ امر ہمیشہ ہوتا ہے کہ وہ فعل خدا کے ارادہ سے مطابق نہیں ہوتا۔ خدا کی رضا اس کے بر خلاف ہوتی ہے۔ ایسا شخص اپنے جذبات کے نیچے چلتا ہے۔ مثلاً غصہ میں آ کر کوئی ایسا فعل اس سے سرزد ہو جاتا ہے جس سے مقدمات بن جایا کرتے ہیں۔ فوجداریاں ہو جاتی ہیں، مگر اگر کسی کا یہ ارادہ ہو کہ بلا استصواب کتاب اللہ اس کا حرکت وسکون نہ ہو گا اور اپنی ہر ایک بات پر کتاب اللہ کی طرف رجوع کرے گا تو یقینی امر ہے کہ کتاب اللہ مشورہ دے گی۔ جیسے فرمایا وَلَا رَطۡبٍ وَّلَا یَابِسٍ اِلَّا فِیۡ کِتٰبٍ مُّبِیۡنٍ (الانعام:60) سو اگر ہم یہ ارادہ کریں کہ ہم مشورہ کتاب اللہ سے لیں گے، تو ہم کو ضرور مشورہ ملے گا، لیکن جو اپنے جذبات کا تابع ہے وہ ضرور نقصان ہی میں پڑے گا۔ بسا اوقات وہ اس جگہ مواخذہ میں پڑیگا۔ سو اس کے مقابل اللہ نے فرمایا کہ ولی جو میرے ساتھ بولتے چلتے کام کرتے ہیں۔ وہ گویا اس میں محو ہیں۔ سو جس قدر کوئی محویت میں کم ہے، وہ اتنا ہی خدا سے دور ہے، لیکن اگر اس کی محویت ویسی ہی ہے جیسے خدا نے فرمایا تو اس کے ایمان کا اندازہ نہیں۔ ان کی حمایت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: مَنۡ عَادَ لِیۡ وَلِیًّا فَقَدۡ اٰذَنۡتُہٗ بِالۡحَرۡبِ (الحدیث) جو شخص میرے ولی کا مقابلہ کرتا ہے وہ میرے ساتھ مقابلہ کرتا ہے۔ اب دیکھ لو کہ متقی کی شان کس قدر بلند ہے اور اس کا پایہ کس قدر عالی ہے۔ جس کا قرب خدا کی جناب میں ایسا ہے کہ اس کا ستایا جانا خدا کا ستایا جانا ہے تو خدا اس کا کس قدر معاون ومددگار ہو گا۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 14)

ارشاد باری تعالیٰ

لَہُمُ الۡبُشۡرٰی فِی الۡحَیٰوۃِ الدُّنۡیَا وَفِی الۡاٰخِرَۃِ ؕ لَا تَبۡدِیۡلَ لِکَلِمٰتِ اللّٰہِ ؕ ذٰلِکَ ہُوَ الۡفَوۡزُ الۡعَظِیۡمُ ﴿۶۵﴾

(یونس: 65)

ترجمہ: اُن کے لئے دنیا کی زندگی میں بھی خوشخبری ہے اور آخرت میں بھی۔ اللہ کے کلمات میں کوئی تبدیلی نہیں۔ یہی بہت بڑی کامیابی ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

مؤمن کو کل پر نظر رکھنے کا کہہ کر اپنے معمولی گھریلو معاملات سے لے کر اپنے معاشرتی، کاروباری، ملکی، بین الاقوامی تمام معاملات میں تقویٰ پر چلنے کی طرف توجہ دلادی اور جو تقویٰ پر نہیں چلتا وہ پھر اس بات کو بھی ذہن میں رکھے کہ ایسا انسان خدا کی پکڑ میں آئے گا۔ انسان کو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ دنیاوی معاملات کا دین سے کوئی تعلق نہیں۔ مؤمن کے لئے تقویٰ پر چلنے کا حکم ہے اور تقویٰ میں تمام دینی اور دنیاوی کاموں کو خدا تعالیٰ کی ہدایات کے مطابق بجالانا ضروری ہے۔ انسان بعض دفعہ سمجھتا ہے کہ دنیاوی نقصان کے ابتلا سے بچنے کی کوشش کروں۔ مالی منفعت حاصل کرلوں چاہے جو بھی ذریعہ اپنایا جائے۔ لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ کوئی ایسا طریق جس سے دھوکہ دے کر فائدہ حاصل کیا جائے دین سے اور ایمان سے دُور لے جانے والا ہے اور یہ بظاہر دنیاوی معاملہ دینی ابتلا بن جاتا ہے اور جیسا کہ مَیں نے پہلے کہا کہ آہستہ آہستہ دین اور خدا سے دُور لے جاتا ہے۔ اس لئے ایک مؤمن کو ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ ایمان کا ابتلا دنیاوی ابتلاؤں سے بہت زیادہ ہے جس کے نتیجہ میں دنیا اور آخرت دونوں برباد ہو جاتی ہیں۔ پس ہمیں اس سوچ کے ساتھ اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا چاہئے اور ہر کام کے انجام پر نظر رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ کی میرے ہر کام پر نظر ہے۔ یہ سوچ جب پیدا ہو جائے تو مؤمن ایک حقیقی مؤمن بن جاتا ہے یا بننے کی طرف قدم بڑھا رہا ہوتا ہے۔ اس معیار کو دیکھنے کے لئے کسی جماعتی یا ذیلی تنظیم کے رپورٹ فارم کو دیکھنے اور اس پر انحصار کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک شخص خود اپنے جائزے لے سکتا ہے کہ کیا یہ اس کے معیار ہیں کہ ہر کام کرنے سے پہلے اسے یہ خیال آئے کہ خدا تعالیٰ میرے اس کام کو دیکھ رہا ہے۔ اگر میں نیک نیّتی سے اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے یہ کام کر رہا ہوں تو اللہ تعالیٰ کا کئی گنا جزا کا بھی وعدہ ہے، اجر کا بھی وعدہ ہے۔ اور اگر نیت بد ہے تو پھر انسان کو یہ سوچنا چاہئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی پکڑ میں بھی آ سکتا ہوں۔

(خطبہ جمعہ 6 مارچ 2015ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

اس شمارہ میں

- قادیان کے آریہ (منظوم)
- خلاصہ خطبہ جمعہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ
- اسلامی سال کا دوسرا قمری مہینہ
- اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز
- ایک صالح بچے کا خواب

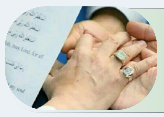

دربارِ خلافت

ایک حقیقی احمدی کا معیار

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

آپ (حضرت مسیح موعودؑ) ایک حقیقی احمدی کا معیار بیان فرماتے ہوئے ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’لازم ہے کہ انسان ایسی حالت بنائے رکھے کہ فرشتے بھی اس سے مصافحہ کریں۔ ہماری بیعت سے تو یہ رنگ آنا چاہئے‘‘۔ اگر بیعت کی ہے تو یہ رنگ پیدا ہونا چاہئے ہر احمدی میں ’’کہ خداتعالیٰ کی ہیبت اور جلال دل پر طاری رہے جس سے گناہ دور ہوں‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 397 ایڈیشن 2003ء)

پھر آپؑ فرماتے ہیں: ’’اگر دنیاداروں کی طرح رہو گے تو اس سے کچھ فائدہ نہیں کہ تم نے میرے ہاتھ پر توبہ کی۔ میرے ہاتھ پر توبہ کرنا ایک موت کو چاہتا ہے تا کہ تم نئی زندگی میں ایک اور پیدائش حاصل کرو‘‘۔ فرمایا ’’اگر بیعت دل سے نہیں تو کوئی نتیجہ اس کا نہیں۔ میری بیعت سے خدا دل کا اقرار چاہتا ہے۔ پس جو سچے دل سے مجھے قبول کرتا اور اپنے گناہوں سے سچی توبہ کرتا ہے، غفور و رحیم خدا اُس کے گناہوں کو ضرور بخش دیتا ہے اور وہ ایسا ہو جاتا ہے جیسے ماں کے پیٹ سے نکلا ہے۔ تب فرشتے اُس کی حفاظت کرتے ہیں‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 194 ایڈیشن 2003ء)

پس یہ توبہ کے معیار اور پاک تبدیلی ہے جو ہم میں سے ہر ایک کو اپنے اندر پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’اس سلسلہ میں داخل ہو کر تمہار وجود الگ ہو اور تم بالکل ایک نئی زندگی بسر کرنے والے انسان بن جاؤ۔ جو کچھ تم پہلے تھے، وہ نہ رہو‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 195 ایڈیشن 2003ء)

پھر آپؑ ایک جگہ فرماتے ہیں: ’’بیعت کی حقیقت سے پوری طرح واقفیت حاصل کرنی چاہئے اور اس پر کاربند ہونا چاہئے۔ اور بیعت کی حقیقت یہی ہے کہ بیعت کنندہ اپنے اندر سچی تبدیلی اور خوفِ خدا اپنے دل میں پیدا کرے۔ اور اصل مقصود کو پہچان کر اپنی زندگی میں ایک پاک نمونہ کر کے دکھاوے۔ اگر یہ نہیں تو پھر بیعت سے کچھ فائدہ نہیں بلکہ یہ بیعت پھر اس کے واسطے اور بھی باعثِ عذاب ہو گی کیونکہ معاہدہ کر کے جان بوجھ کر اور سوچ سمجھ کر نافرمانی کرنا سخت خطرناک ہے‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 604۔ 605 ایڈیشن 2003ء)

پھر ایک جگہ آپؑ فرماتے ہیں: ’’بیعت کرنے سے مطلب بیعت کی حقیقت سے آگاہ ہونا ہے۔ ایک شخص نے رُوبرو ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کی۔ اصل غرض اور غایت کو نہ سمجھا یا پروانہ کی تو اُس کی بیعت بے فائدہ ہے‘‘۔ ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت کر لی لیکن غرض نہیں سمجھی تو بے فائدہ بیعت ہے ’’اور اس کی اس بیعت کی خدا کے سامنے کچھ حقیقت نہیں ہے۔ مگر دوسرا شخص ہزار کوس سے بیٹھا بیٹھا صدقِ دل سے بیعت کی حقیقت اور غرض و غایت کو مان کر بیعت کرتا ہے‘‘۔ ایک دوسرا شخص ہے جس نے ہاتھ میں ہاتھ دے کر بیعت تو نہیں کی، ہزاروں میل دور بیٹھا ہوا ہے لیکن بیعت کی غرض و غایت کو سمجھا ہے، ’’اور پھر اس اقرار کے اوپر کاربند ہو کر اپنی عملی اصلاح کرتا ہے، وہ اُس رُوبرو بیعت کر کے بیعت کی حقیقت پر نہ چلنے والے سے ہزار درجہ بہتر ہے‘‘

(ملفوظات جلد پنجم صفحہ 457 ایڈیشن 2003ء)

(خطبہ جمعہ 11/ اکتوبر 2013ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

قادیان کے آریہ

(کلام حضرت مسیح موعودؑ)

آریوں پر ہے صد ہزار افسوس
دل میں آتا ہے بار بار افسوس

ہوگئے حق کے سخت نافرماں
کر دیا دیں کو قوم پر قرباں

وہ نشاں جس کی روشنی سے جہاں
ہو کے بیدار ہو گیا لرزاں

ان نشانوں سے ہیں یہ انکاری
پَر کہاں تک چلے گی طرّاری

ان کے باطن میں اِک اندھیرا ہے
کین و نخوت نے آکے گھیرا ہے

لڑ رہے ہیں خدائے یکتا سے
باز آتے نہیں ہیں غوغا سے

قوم کے خوف سے وہ مرتے ہیں
سو نشاں دیکھیں کب وہ ڈرتے ہیں

موت لیکھو بڑی کرامت ہے
پر سمجھتے نہیں یہ شامت ہے

میرے مالک! تو ان کو خود سمجھا
آسماں سے پھر اِک نشان دکھلا

(درثمین صفحہ 70)

خلاصہ خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 26/ اگست 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یو کے

فتح اَجنادین کا خط جب حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے سامنے پڑھا گیا تو اُس وقت آپؓ مرض الموت میں مبتلا تھے، آپؓ کو اِس فتح نے خوش کر دیا اور آپؓ نے فرمایا! الحمدللہ! تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے مسلمانوں کی مدد کی اور اِس سے میری آنکھوں کو ٹھنڈا کر دیا

حضور انور ایدہ اللہ نے تشہد، تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے دشمن کو جارحیت سے روکنے کے لئے بجھوائے گئے لشکروں کے تذکرہ کے تسلسل میں چوتھے لشکر کی بابت بیان فرمایا۔

چوتھا لشکر بطرف شام حضرت عمروؓ بن العاص کا تھا

حضرت ابوبکرؓ نے ایک لشکر حضرت عَمروؓ بن العاص کی قیادت میں بطرف شام روانہ کیا تھا، آپؓ شام جانے سے قبل خُزاعہ کے ایک حصہ کے تحصیل صدقات کے لئے مقرر کئے گئے تھے۔ فیصلہ ہونے پر آپؓ کو مدینہ بلایا گیا، یہاں آپؓ کو بغرض تیاریٔ لشکر مدینہ کے باہر خیمہ زن ہونے کے لئے حضرت ابوبکرؓ نے ارشاد فرمایا تا کہ لوگ آپؓ کے پاس آئیں۔ جب آپؓ نے روانہ ہونے کا ارادہ کیا تو آپؓ کو رخصت کرنے کے لئے حضرت ابوبکرؓ نکلے نیز تاکیدی نصائح فرمائیں، حضرت عَمروؓ نے عرض کیا! کتنا بہتر ہے میرے لئے کہ مَیں آپؓ کے گمان کو سچ کر دکھاؤں اور آپؓ کے رائے میرے بارہ میں خطاء نہ کرے۔

حضرت عَمروؓ بن العاص ہمراہ اپنے لشکر روانہ ہو گئے

آپؓ کی فوج چھ، سات ہزار کے درمیان اور منزل مقصود فلسطین تھی، آپؓ نے ایک ہزار مجاہدین پر مشتمل لشکر تیار کیا اور حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی قیادت میں روم کی پیش قدمی کی جانب روانہ کیا۔ یہ دستہ رومیوں سے جا ٹکرایا اور دشمن کی قوت کو پارہ پارہ کر کے اُن پر فتح حاصل کی اور بعض قیدیوں کے ساتھ واپس ہؤا۔ حضرت عَمروؓ نے اِن قیدیوں سے پوچھ گچھ کی تو پتا چلا کہ رومی فوج رویس کی قیادت میں مسلمانوں پر اچانک حملہ کرنے کی تیاری میں ہے، اِن معلومات کی روشنی میں آپؓ نے اپنی فوج کو منظم کیا۔ جب رومی حملہ آور ہوئے تو مسلمان اُن کا حملہ روکنے میں کامیاب ہو گئے اور اُن کو واپس ہونے پر مجبور کر دیا، اِس کے بعد اُن پر جوابی حملہ کر کے دشمن کی قوت کو تباہ کر دیا نیز راہ فرار اختیار کرنے اور میدان چھوڑنے پر مجبور کر دیا۔ اسلامی فوج نے اُن کا پیچھا کیا اور ہزاروں رومی فوجی مارے گئے اور اِسی پر یہ معرکہ ختم ہو گیا۔

شام روم ہرقل اِن دنوں فلسطین میں تھا

جب اُسے مسلمانوں کی تیاریوں کی خبریں ملیں تو اُس نے علاقائی سرداروں کو جمع کیا اور اُن کے سامنے جوشیلی تقریریں کر کے اُنہیں مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ فلسطین کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف آمادۂ پیکار کر کے وہ دمشق آیا، وہاں سے حِمص اور اَنطاکیہ پہنچا اور فلسطین کی طرح اِن علاقوں میں بھی اُس نے جوشیلی تقریریں کر کے وہاں کے لوگوں کو مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے پر آمادہ کیا۔ خود اَنطاکیہ کو ہیڈ کواٹر بنا کر مسلمانوں سے مقابلہ کی تیاریاں کرنے لگا۔ ہرقل کے پاس فوج بہت زیادہ تھی، اِس لئے اُس نے یہ ارادہ کیا کہ مسلمانوں کے ہر لشکر کے بالمقابل الگ الگ لشکر بھیجے تا کہ مسلمانوں کے لشکر کے ہر حصہ کو اپنے مد مقابل کے ذریعہ کمزور کر دے۔

حضرت ابو عُبیدہؓ جب جابیہ کے قریب تھے

آپؓ نے خبر ملنے پر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بذریعہ خط شاہ روم ہرقل کے عزائم سے آگاہ کیا، آپؓ نے جوابًا تحریر فرمایا! اَنطاکیہ میں اُس کا قیام کرنا، اُس کی اور اُس کے ساتھیوں کی شکست اور تمہاری اور مسلمانوں کی فتح کا پیش خیمہ ہے۔

حضرت عَمروؓ بن العاص نے بھی بخدمت حضرت ابوبکرؓ خط لکھا

آپؓ نے جوابًا تحریر فرمایا! تمہارا خط مجھے موصول ہؤا جس میں تم نے رومیوں کے فوج اکٹھی کرنے کا ذکر کیا تو یاد رہے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبیؐ کے ساتھ کثرت فوج کی بناء پر ہمیں فتح و نصرت نہیں عطاء کی، ہماری تو حالت یہ تھی کہ ہم آپؐ کے ہمراہ جہاد کرتے اور ہمارے پاس صرف دو گھوڑے ہوتے اور اونٹ پر بھی باری باری سواری کرتے لیکن اِس کے باوجود اللہ تعالیٰ ہمیں ہمارے دشمن پر غلبہ عطاء فرماتا اور ہماری مدد کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے مسلم فوج کا خوف ہرقل کے دل میں بٹھا دیا ہے

حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما نے بھی وہاں کے حالات لکھتے ہوئے حضرت ابوبکرؓ سے مدد طلب کی جس پر آپؓ نے تحریر فرمایا! جب اِن سے تمہارا مقابلہ ہو تو اپنے ساتھیوں کو لے کر اُن پر ٹوٹ پڑو اور قتال کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں رسواء نہیں کرے گا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمیں خبر دی ہے کہ بحکم الٰہی چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب آجاتا ہے اور اِس کے باوجود مَیں تمہاری مدد کے لیے مجاہدین پر مجاہدین بھیج رہا ہوں یہاں تک کہ تمہارے لئے کافی ہو جائیں گے اور مزید کی حاجت نہ محسوس کرو گے۔

حضرت ہاشمؓ بن عتبہ کو حضرت ابو عُبیدہؓ سے جا ملنے کا حکم

حضرت ابوبکرؓ نے شام میں بغرض مدد اسلامی افواج حضرت ہاشمؓ بن عتبہ کو ارشاد فرمایا! مسلمانوں نے مجھے خط لکھ کر اپنے دشمن کفار کے مقابلہ میں مدد طلب کی ہے تو تم اپنے ساتھیوں کو لے کر اُن کے پاس جاؤ، مَیں لوگوں کو تمہارے ساتھ جانے پر تیار کر رہا ہوں، تم یہاں سے روانہ ہو جاؤ یہاں تک کہ حضرت ابو عُبیدہؓ سے جا ملو۔

حضرت سعیدؓ بن عامر بن حذیم کا خیال

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اِنہیں جہاد شام پر بھیجنا چاہتے ہیں لیکن تاخیر پر حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور مہم شام کی بابت اپنی گزارشات پیش کیں نیز خواہش جہاد کا اظہار کیا تو حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو تیاریٔ جنگ کا حکم دیتے ہوئے فرمایا! مَیں شام کی طرف مسلمانوں کا ایک لشکر بھیجنے والا ہوں اور اِس پر تمہیں امیر مقرر کرتا ہوں، پھر آپؓ نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو لوگوں میں اِس کا اعلان کرنے کا ارشاد فرمایا۔

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی خواہش جہاد

حضرت بلالؓ نے بخدمت حضرت ابوبکرؓ عرض کیا! آپؓ مجھے اجازت دیں کہ مَیں اپنے رب کی راہ میں جہاد کروں، مجھے بیٹھے رہنے سے جہاد زیادہ محبوب ہے۔ جس پر آپؓ نے ارشاد فرمایا! اگر تمہاری خواہش جہاد کرنے کی ہے تو مَیں تمہیں ٹھہرنے کا حکم کبھی نہیں دوں گا، مَیں تمہیں صرف آذان کے لئے چاہتا ہوں، اے بلال! مجھے تمہاری جدائی سے وحشت محسوس ہوتی ہے لیکن ایسی جدائی ضروری ہے جس کے بعد قیامت تک ملاقات نہ ہو گی۔ اے بلال! تم عمل صالح کرتے رہنا، یہ دنیا سے تمہارا زاد راہ اور جب تک تم زندہ رہو گے تمہاری یاد باقی رکھے گا اور جب وفات پاؤ گے تو اِس کا بہترین ثواب عطاء کرے گا۔ حضرت بلالؓ نے عرض کیا! مَیں رسول اللہؐ کے بعد کسی کے لئے آذان دینا نہیں چاہتا۔ پھر آپؓ حضرت سعیدؓ بن عامر بن حذیم کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

جہادی وفود کا مدینہ میں آنے کا سلسلہ جاری رہا

اِس کے بعد حضرت ابوبکرؓ کے پاس اور لوگ جمع ہو گئے جن پر آپؓ نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو امیر مقرر فرمایا اور اُنہیں اپنے بھائی حضرت یزید بن ابوسفیان رضی اللہ عنہما سے مل جانے کا حکم دیا، آپؓ روانہ ہو کر اُن سے جا ملے۔ پھر حضرت حمزہؓ بن ابو بکر حمدانی ایک ہزار کی تعداد پر مشتمل یا اِس سے بھی زائد لشکر لے کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؓ نے اُن کی تعداد اور تیاری دیکھی تو بہت خوش ہوئے۔ حضرت ابوبکرؓ کے ارشاد کی روشنی میں حضرت حمزہؓ مسلمانوں سے معلوم ہونے پر کہ آپؓ کے بجھوائے گئے تین اُمراء میں سے سب سے افضل اور بلحاظ صحبت نبی کریمؐ سب سے بہترین حضرت ابو عُبیدہؓ بن الجرّاح ہیں تو آپؓ اُن سے جا ملے۔

حضرت ابو عُبیدہؓ کے پے در پے خطوط کے نتیجہ میں

حضرت خالدؓ بن ولید کو شام بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا، آپؓ اِس وقت عراق میں تھے جب حضرت ابوبکرؓ نے آپؓ کو شام جانے اور وہاں اسلامی افواج کی امارت سنبھالنے کا حکم دیا نیز حضرت ابو عُبیدہ رضی اللہ عنہ کو لکھا! مَیں نے شام میں مسلمانوں کی جنگ کی قیادت خالد رضی اللہ عنہ کو سونپ دی ہے، تم اِس کی مخالفت نہ کرنا، بات سننا اور حکم کی تعمیل کرنا۔ جب حضرت خالدؓ بن ولید مسلمانوں کے ساتھ بُصریٰ پہنچے تو تمام لشکر یہاں جمع ہو گئے اور سب نے یہاں کی جنگ میں اُنہیں اپنا امیر بنا لیا، اُنہوں نے شہر کا محاصرہ کیا، یہاں کے باشندوں نے اِس پر صلح کی کہ مسلمانوں کو جزیہ دیں گے اور مسلمان اُن کی جانوں، اموال اور اولاد کو امان دیں گے۔

معرکہ اَجنادین (نواحی علاقہ جات فلسطین میں سے ایک مشہور بستی)

بُصریٰ کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ، حضرت ابو عُبیدہؓ، حضرت شُرَحبِیلؓ، حضرت یزید رضی اللہ عنہ کو ساتھ لے کر حضرت عَمروؓ بن العاص کی مدد کے لئے فلسطین کی طرف روانہ ہوئے۔ حضرت عَمروؓ اُس وقت فلسطین کے نشیبی علاقوں میں مقیم اور اسلامی لشکر سے آ کر ملنا چاہتے تھے مگر رومی لشکر اُن کے تعاقب میں تھا اور اُن کو جنگ پر مجبور کرنے کی کوشش میں تھا۔ رومیوں نے جب مسلمانوں کی آمد کے متعلق سنا تو وہ اَجنادین کی طرف ہٹ گئے۔ حضرت عَمروؓ نے جب اسلامی لشکروں کے متعلق سنا تو وہ وہاں سے چل پڑے یہاں تک کہ اِن سے جا ملے اور پھر سب اَجنادین کے مقام پر جمع ہو گئے نیز رومیوں کے سامنے صف آراء ہو گئے۔ رومی سپہ سالار نے مسلمانوں کو کچھ دے دلا کر واپس بھیجنا چاہا، حضرت خالدؓ نے یہ سنا تو پیشکش بڑی حقارت سے ٹھکرا دی۔ حضرت خالدؓ بن ولید نکلے اور لشکر کو ترتیب دیا، آپؓ لوگوں کے درمیان اُنہیں جہاد کی ترغیبؓ دلاتے ہوئے چلتے جاتے اور ایک جگہ نہ رکتے نیز لوگوں سے فرمایا! جب مَیں حملہ کروں تو تم بھی حملہ کر دینا۔ اِس کے بعد دونوں لشکروں میں شدید لڑائی ہوئی نیز رومیوں نے بھاگ کر جان بچائی۔ بغرض شکست مسلمانوں کے امیر کو دھوکہ سے قتل کرنے پر مبنی سازش کو عملی جامہ پہنانے میں ناکامی پر رومی امیر وَردان حضرت ضرارؓ و دیگر سپاہیوں کے ہاتھوں اپنے بد انجام کو پہنچا، جب رومیوں کو اِس کی خبر ہوئی تو اُن کے حوصلے پست ہو گئے۔ اِس جنگ میں رومیوں کی تعداد ایک لاکھ کے قریب جبکہ مسلمانوں کی تعداد تیس ہزار اور بمطابق ایک روایت پینتیس ہزار تھی۔ اِس جنگ میں تین ہزار رومی مارے گئے اور اِن کا شکست خوردہ لشکر دیگر کئی شہروں میں پناہ لینے پر مجبور ہؤا۔ اَجنادین کی فتح کے بعد حضرت خالدؓ بن ولید نے بذریعہ خط حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو یہ خوشخبری سنائی۔

خطبہ ثانیہ سے قبل حضور انور ایدہ اللہ نے اِس ابہام کی تصریح فرمائی کہ جنگ اَجنادین کب ہوئی نیز تفصیلات فتح دمشق اِنْ شَآءَ اللّٰہُ آئندہ بیان ہونے کا عندیہ دیا۔

(قمر احمد ظفر۔ نمائندہ روزنامہ الفضل آن لائن جرمنی)

خطبہ جمعہ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ 5/ اگست 2022ء بمقام مسجد مبارک، اسلام آباد ٹلفورڈ یوکے

دنیا یہ کوشش کرتی ہے کہ ہمیں رضا کارانہ کام کرنے کے لیے لوگ ملیں لیکن جماعت احمدیہ کی تاریخ اس کے بالکل برعکس مثال پیش کرتی ہے کہ اتنے کام کرنے والے آجاتے ہیں کہ انتظامیہ کو مشکل پیش آتی ہے کہ انہیں سنبھالیں کس طرح

جلسہ کے ان تین دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی اس جذبہ سے خدمت کریں کہ انہیں ہمیشہ یہ احساس رہے اور دل میں یہ رہے کہ ہم نے اپنے افسروں سے یا کسی مہمان کی طرف سے اس خدمت کا کوئی صلہ نہیں لینا

جلسہ سالانہ برطانیہ 2022ء کے موقع پر میز بانوں اور مہمانوں کو اپنے اپنے فرائض ادا کرنے کی بابت زرّیں نصائح

ایامِ جلسہ میں عمومی دعاؤں کے ساتھ ساتھ درود شریف پڑھنے کی تحریک

یہ جلسہ کوئی دنیوی میلہ نہیں ہے بلکہ اللہ اور رسولؐ کی باتوں کو سننے اور ان کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کے لیے ہم یہاں جمع ہوتے ہیں

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔
أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۱﴾
اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۲﴾ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ﴿۳﴾ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ﴿۴﴾ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ﴿۵﴾
اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ﴿۶﴾ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ﴿۷﴾

خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سال جلسہ سالانہ برطانیہ 2019ء کے بعد دوبارہ وسیع پیمانے پر منعقد ہو رہا ہے۔

گذشتہ سال بھی جلسہ ہوا تھا لیکن محدود تعداد کے ساتھ۔ گو اس سال بھی یہ جلسہ سالانہ صرف برطانیہ جماعت کا ہے اور باہر کے مہمان بہت محدود تعداد میں شامل ہو رہے ہیں لیکن تینوں دن ان شاء اللہ تعالیٰ برطانیہ کی سب جماعتوں کو شامل ہونے کی اجازت ہے اور ان شاء اللہ ہوں گی۔ امید ہے ان شاء اللہ تعالیٰ اچھی حاضری ہو جائے گی۔

جیسا کہ ہم سب جانتے ہیں کووِڈ وبا کی وجہ سے باقاعدہ جلسہ سالانہ کا تسلسل ایک سال تو بالکل ہی توڑنا پڑا اور جلسہ کی برکات سے ہم باقاعدہ فیضیاب نہیں ہو سکے۔ اس سال بھی اس وبا کا زور کم زیادہ ہوتا رہا ہے اور آجکل بھی یہ پوری طرح ختم نہیں ہوئی بلکہ بعض جگہوں پر، یہاں بھی اور دنیا کے دوسرے ممالک میں بھی، گذشتہ دنوں میں یہ بڑھی ہے لیکن حکومت کی طرف سے جو اکٹھے ہونے پر پابندیاں تھیں وہ اب اتنی نہیں رہیں۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ہم سب احتیاطی تدبیروں کو ختم کر دیں۔

سب احتیاطی پہلوؤں کو سب شاملین کو بہرحال سامنے رکھنا چاہیے اور ان کی پابندی کرنی چاہیے۔

احتیاطی تدبیروں میں سے ایک تو یہ ہے کہ سب شاملین بھی جب جلسہ گاہ میں بیٹھے ہوں اس وقت اور ڈیوٹی والے بھی جب ڈیوٹیاں دے رہے ہوں اس وقت یا پھر باہر پھر رہے ہوں تب بھی ماسک پہن کر رکھنے کی پابندی کریں۔ اسی طرح انتظامیہ نے بھی اس سال یہ انتظام کیا ہوا ہے کہ صبح آتے ہوئے اور واپس جاتے ہوئے ہومیوپیتھی دوائی جو اُن کے خیال میں اس بیماری کے لیے بہتر ہے، دینے کا انتظام کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس میں شفا بھی رکھے۔ دوائی میں شفا رکھنا تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے لیکن ہمیں ظاہری کوشش کرنی چاہیے۔ اس سلسلہ میں مَیں تمام شاملین سے کہوں گا کہ انتظامیہ سے تعاون کریں۔

جلسہ کے حوالے سے کارکنان، وہ رضا کار جو اپنا وقت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کے لیے قربان کرتے ہیں انہیں مَیں جلسہ سے عموماً ایک ہفتہ پہلے خطبہ میں بعض باتوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ گذشتہ خطبہ میں مَیں اس طرف توجہ نہیں دلا سکا اس لیے آج اس بارے میں کچھ باتیں کروں گا۔ بعض بچے، نوجوان اور ڈیوٹی میں نئے شامل ہونے والے بھی ہیں ان کو توجہ پیدا ہو جاتی ہے۔ گذشتہ تین سالوں میں پاکستان سے بھی یہاں بہت سے لوگ آئے ہیں جنہیں جلسہ کی ڈیوٹیوں کا تجربہ نہیں ہے۔ ایک لمبا عرصہ ہو گیا وہاں جلسے نہیں ہوئے۔ اس طرف توجہ دلانے سے ان کو ان کے جو اپنے فرائض ہیں ان کی ادائیگی کا بھی پتا چل جاتا ہے یا پتا چل جائے گا۔ اسی طرح پرانے کارکنان کو بھی یاددہانی ہو جاتی ہے۔ بہرحال مختصراً اس بارے میں کچھ کہوں گا اور اس کے علاوہ آنے والے مہمانوں سے بھی بعض باتیں یاددہانی کے طور پر کہوں گا۔ اگر ہم ان باتوں کو مدنظر رکھیں تو جلسہ کے حقیقی ماحول سے ان شاء اللہ تعالیٰ ہم فائدہ اٹھاتے رہیں گے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ جلسہ کوئی دنیوی میلہ نہیں ہے۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 395)

بلکہ اللہ اور رسولؐ کی باتوں کو سننے اور ان کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالنے کے لیے ہم یہاں جمع ہوتے ہیں اور ہوئے ہیں۔ جب ہم ان باتوں پر عمل کرتے ہیں جو اللہ اور رسولؐ نے کہیں تو حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی احسن رنگ میں ہم کرنے والے بن سکتے ہیں۔ بہرحال جیسا کہ میں نے کہا پہلے کارکنان سے چند باتیں کہنی چاہوں گا۔ ماسک کے بارے میں اور دوائی کے بارے میں تو میں نے پہلے ہی بتا دیا، اس کی پابندی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے نوجوانوں کو بھی، بچوں کو بھی، بوڑھوں کو بھی، عورتوں کو بھی اس بات کا شوق بھی ہے اور ادراک بھی ہے کہ ہم نے جلسہ پر آنے والے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لیے اپنے آپ کو پیش کرنا ہے اور احسن رنگ میں خدمت بھی کرنی ہے۔ چاہے وہ لوگ جو خدمت کرنے والے ہیں کسی بھی پیشے سے تعلق رکھنے والے ہیں یا کسی بھی خاندان سے تعلق رکھنے والے ہیں، امیر ہیں یا غریب ہیں، سب اس جذبہ سے آتے ہیں۔ جلسہ کا کام صرف جلسہ کے ان تین دنوں میں نہیں ہو رہا ہوتا بلکہ کئی ہفتے پہلے شروع ہو جاتا ہے اور اب تو ایم ٹی اے اپنی خبروں میں اور چھوٹے چھوٹے کلپس (clips) کی صورت میں یہ دکھاتا رہتا ہے کہ کس طرح کام ہو رہا ہے۔ کچھ کام بیشک باہر کی کمپنیوں اور ٹھیکیداروں سے کروایا جاتا ہے لیکن اس کے علاوہ بھی بہت سا کام ہے جس کے لیے افرادی قوت کی ضرورت ہوتی ہے اور یہ قوت رضا کار اپنا وقت قربان کر کے، اپنی خدمات پیش کر کے مہیا کرتے ہیں اور جیسا کہ میں نے کہا ہر طبقہ کے لوگ اس میں شامل ہیں۔

دنیا یہ کوشش کرتی ہے کہ ہمیں رضا کارانہ کام کرنے کے لیے لوگ ملیں لیکن جماعت احمدیہ کی تاریخ اس کے بالکل برعکس مثال پیش کرتی ہے کہ اتنے کام کرنے والے آجاتے ہیں کہ انتظامیہ کو مشکل پیش آتی ہے کہ انہیں سنبھالیں کس طرح۔

جو جلسہ کی باقاعدہ ڈیوٹیاں ہیں ان میں تو پہلے چارٹ بن جاتے ہیں، پروگرام بن جاتے ہیں، ہر شعبہ کو اس کی ضرورت کے مطابق کارکن مہیا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے اور کر دیے جاتے ہیں لیکن جلسہ سے پہلے کا جو وقار عمل ہے یا بعد کا جو وقار عمل کا کام ہے اس میں بسااوقات توقع سے زیادہ افراد آجاتے ہیں کیونکہ عمومی تحریک کی جاتی ہے۔ ابھی گذشتہ اتوار کو ہی اتنے کارکن حدیقۃ المہدی میں جمع ہو گئے جس کی انتظامیہ کو امید بھی نہیں تھی اور ان کے لیے مجھے پتا لگا ہے کھانے کا بھی صحیح انتظام نہیں ہو سکا حالانکہ انتظامیہ کو چاہیے تھا کہ دیکھ لیتے کہ اتنے لوگ ہیں تو پہلے ہی انتظام کرتے۔ یہ ضیافت والوں کا کام ہے۔ یہ رضا کار کوئی کھانے کے موقع پر تو جمع نہیں ہو گئے تھے۔ آخر صبح سے کام کر رہے ہیں یا وہاں موجود تھے۔ میرے خیال میں جب گذشتہ جمعہ کو میں نے آخر میں جلسہ کے حوالے سے دعا کے لیے کہا اور جو کام کرنے والے ہیں ان کے لیے بھی دعا کے لیے کہا تو فوراً ایک جذبہ کے ساتھ اَور لوگوں نے بھی اپنی خدمات پیش کیں لیکن بہرحال انتظامیہ کو چاہیے کہ خاص طور پر جو weekends ہیں ان پہ خاص انتظام رکھا کرے۔ ضیافت کے شعبہ کو آئندہ کے لیے یہ بات نوٹ کرنی چاہیے۔

اسی طرح ضیافت کے شعبہ کا یہ بھی کام ہے کہ جلسہ کے دنوں میں بھی عموماً وافر مقدار میں کھانا تیار کریں۔ اس سال جو جلسہ ہو رہا ہے کیونکہ اندازہ صحیح نہیں ہے، کچھ لوگوں کے تحفظات ہیں کہ پتا نہیں بیماری کی وجہ سے لوگ آئیں کہ نہ آئیں، کچھ خوف کی وجہ سے آئیں کہ نہ آئیں۔ کچھ کا خیال ہے کہ ایک عرصہ کے بعد جلسہ ہو رہا ہے اس لیے ضرور آئیں گے لیکن عموماً ہماری انتظامیہ کا، خاص طور پر کھانے والوں کا، ضیافت کا جہاں خرچ کرنے کا سوال آتا ہے وہ منفی طرف جاتے ہیں۔ بجائے اس کے کہ وافر مقدار میں کھانا تیار کریں اس امید پہ ہوتے ہیں کہ کم کھانا تیار کرو لوگ کم آئیں گے۔ یہ بالکل غلط چیز ہے۔

ضیافت کی ذمہ داری ہے کہ جو مہمان آ رہا ہے اس کی پوری طرح مہمان داری کریں۔

اسی طرح کھانے کے بارے میں اسی ضمن میں مَیں ہدایت دے دوں کہ آجکل گرمیوں کے دن ہیں تو ضیافت کے شعبہ کو چاہیے کہ جب گوشت کٹواتے ہیں تو جس طرح کٹتا جاتا ہے تھوڑا تھوڑا گوشت فوری طور پر چلر (chiller) میں چلا جانا چاہیے نہ یہ کہ سارا دن پڑا رہے اور خراب ہو اور پھر لوگوں کو بیمار کرے۔ اسی طرح باقی کھانے کی بھی تسلی کرنی چاہیے۔ بہرحال جو لوگ، خدمت کے لیے رضا کار آئے تھے جن کا مَیں پہلے ذکر کر رہا تھا، وہ تو خدمت کے لیے آئے تھے۔ انہیں کھانا ملا یا نہیں ملا وہ تو خاموشی سے چلے گئے لیکن انتظامیہ کی ایک کمی سامنے آ گئی۔

کارکنوں کو بھی میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ

جلسہ کے ان تین دنوں میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی اس جذبہ سے خدمت کریں کہ انہیں ہمیشہ یہ احساس رہے اور دل میں یہ رہے کہ ہم نے اپنے افسروں سے یا کسی مہمان کی طرف سے اس خدمت کا کوئی صلہ نہیں لینا

اور نہ ہمیں صلہ ملنا ہے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ان مہمانوں کی خدمت کرنی ہے اور اس صحابی کے اسوہ کو اور اس کی بیوی کے اسوہ کو سامنے رکھنا ہے جس نے بچوں کو بھی بھوکا سلا دیا تھا اور خود بھی بھوکے رہے اور مہمان کی مہمان نوازی کا حق ادا کر دیا۔ مہمان پر یہی ظاہر کیا روشنی بجھا کر کہ جس طرح وہ بھی اس کے ساتھ کھانے میں شریک ہیں اور پھر خدا تعالیٰ نے ان کے اس فعل کو اتنا سراہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی اس کی خبر دی اور اگلے دن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی سے فرمایا کہ تمہاری رات کی تدبیر سے یعنی اس مہمان کو کھانا کھلانے کے لیے جو مسلمان کی تدبیر تھی اس پر اللہ تعالیٰ بھی ہنسا۔ اللہ تعالیٰ اس بات پر بڑا خوش ہوا اور ہنسا اور قرآن کریم میں بھی اللہ تعالیٰ نے ایسی قربانی کرنے والوں کا ذکر فرمایا ہے۔

یہ قربانی کرنے والے ہیں جو بےنفس ہو کر قربانی کرتے ہیں اور یہی لوگ ہیں جو فلاح پانے والے ہیں۔

(صحیح البخاری، کتاب مناقب الانصار باب قول اللّٰہ و یؤثرون علی انفسھم… الخ حدیث ۳۷۹۸)

پس یہ تھے صحابہؓ کے طریق مہمان نوازی کرنے کے، مہمان کی خدمت کرنے کے۔

کتنے خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر مہمانوں کی خدمت کا حق ادا کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور پھر مہمان بھی وہ جو زمانے کے امام کے بلانے پر آئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں سننے کے لیے آئے ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خواہش لے کر آئے ہیں۔

پس بہت خوش قسمت ہیں وہ سب رضا کار جو دین کی خاطر آنے والے مہمانوں کی خدمت اللہ تعالیٰ کو خوش کرنے کے لیے کر رہے ہیں۔

جب بڑی تعداد میں لوگ ہوں تو مختلف مزاج کے لوگ بھی ہوتے ہیں۔ بعض زیادہ گرم طبیعت کے بھی ہوتے ہیں اور بعض دفعہ سختی سے کارکن سے مخاطب ہو جاتے ہیں یا سختی سے کسی چیز کا مطالبہ کرتے ہیں لیکن کارکن کا کام ہے، مرد کارکنان کا بھی، لجنہ کی کارکنات کا بھی کہ کسی سے سختی نہیں کرنی۔ کسی سختی سے بولنے والے کا سختی سے جواب نہیں دینا بلکہ مسکراتے ہوئے جواب دینا ہے۔ اگر ضرورت پوری کر سکتے ہیں تو ضرورت پوری کریں ورنہ نرمی سے، پیار سے معذرت کر دیں یا اپنے بالا افسر کے پاس لے جائیں جو مہمان کا مسئلہ حل کر دے۔ بعض دفعہ یہ کام بہت مشکل ہو جاتا ہے لیکن خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لیے یہ کام کرنا چاہیے۔ اپنے جذبات کو، اپنی زبان کو قابو میں رکھنا چاہیے۔ اسی طرح آپس میں بھی کارکنان جو ہیں اپنی زبان کو ایک دوسرے کے لیے نرم رکھیں۔ افسران اور نگران بھی اپنے معاونین کے ساتھ نرم زبان میں گفتگو کریں۔ اگر کسی سے کوئی غلطی ہو جائے تو پیار سے سمجھائیں۔ افسران کو بھی یہ احساس ہونا چاہیے کہ یہ رضا کار اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت کے لیے آئے ہیں اور باوجود اس کے کہ کسی خاص شعبہ کے لیے تربیت یافتہ نہیں ہیں خدمت کے جذبہ سے بےنفس ہو کر خدمت کر رہے ہیں تو ان کی عزت افزائی ہونی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ آپس میں بھی سب کو مل جل کر کام کرنے کی توفیق دے اور یہ جذبہ اس وقت پیدا ہو گا جب افسروں کو بھی اور معاونین کو بھی اس بات کا ادراک ہو گا کہ ہم نے یہ خدمت قربانی کے جذبہ سے کرنی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مہمان کے غلط رویے پر بھی خدمت اور قربانی کا کیا معیار قائم فرمایا اس بارے میں ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک مہمان جو غیر مسلم تھا وہ آتا ہے تو اس کی کھانے سے خاطر تواضع کی جاتی ہے۔ اسے بستر رات کو سونے کے لیے مہیا کیا جاتا ہے۔ رات کو زیادہ کھانے کی وجہ سے یا کسی وجہ سے اس کا پیٹ خراب ہو گیا یا جان بوجھ کر تنگ کرنے کی وجہ سے اس نے یہ حرکت کی کہ وہ اپنا بستر گندا کر کے صبح صبح چلا گیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی اس حرکت کا برا نہیں منایا بلکہ پانی منگوایا اور خود ہی اسے دھونے لگ گئے۔ صحابہ کہتے ہیں کہ باوجود ہمارے کہنے کے کہ آپ کیوں تکلیف کرتے ہیں ہم خادم حاضر ہیں ہمیں دھونے دیں، آپؐ نے فرمایا وہ میرا مہمان تھا۔ پس خود ہی یہ کام کروں گا۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد 5 صفحہ 295۔ ایڈیشن 1984ء)

(ماخوذ از مثنوی مولوی معنوی دفتر پنجم صفحہ 20 تا 25)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو اللہ اور یوم آخرت پر ایمان لاتا ہے وہ اپنے مہمان کا احترام کرتا ہے۔

(صحیح البخاری ،کتاب الادب باب من کان یؤمن باللّٰہ ... الخ حدیث ۶۰۱۸)

پس ہمارے سب رضا کاروں، کارکنان، کارکنات، افسر یا معاون سب کا فرض ہے کہ جو مہمان دین کی غرض سے آئے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمان ہیں، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آئے ہیں، ان کی خدمت ہم قربانی کر کے بھی کریں گے۔ بلند حوصلگی کا مظاہرہ بھی ہر وقت کریں۔خوش دلی سے چہرے پر بغیر کسی قسم کی ناپسندیدگی کے آثار ظاہر کیے خدمت کریں۔ یہ جذبہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارے کارکنان میں بہت سوں میں ہے۔ مجھے امید ہے کہ اس جذبے سے سب کارکنان کام کریں گے۔ مختلف شعبوں کے جو افسران مقرر کیے گئے ہیں وہ بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے انہیں خدمت کا موقع مل رہا ہے وہ افسر بن کر نہیں بلکہ خادم بن کر اپنے فرائض ادا کریں۔ اپنے اعلیٰ اخلاق کے نمونے قائم کریں تو ماتحت اور معاونین بھی جو ہیں وہ بھی اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کریں گے۔ اللہ تعالیٰ سب کو اس کی توفیق بھی عطا فرمائے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مہمانوں سے حسن سلوک کے بارے میں بہت سے مواقع پر نصائح فرمائی ہیں۔ ایک موقع پر فرمایا دیکھو! بہت سے مہمان آئے ہوئے ہیں ان میں سے بعض کو تم جانتے ہو۔بعض کو تم شناخت کرتے ہو بعض کو نہیں۔ اس لیے مناسب ہے کہ سب کو واجب الاکرام جان کر تواضع کرو۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 6 صفحہ 226) پس یہ اصول ہمیشہ ہر کارکن کو اور خصوصاً ان کارکنان کو جن کا براہ راست لوگوں سے واسطہ پڑتا ہے سامنے رکھنا چاہیے۔ خاص طور پر شعبہ مہمان نوازی اور طعام وغیرہ کی جو خدمت ہے وہ اس پر بہت پابندی سے عمل کریں۔

اس سال کیونکہ covid کی وجہ سے احتیاط بھی بہت کرنی پڑے گی اس لیے ایسا انتظام ہونا چاہیے اور میرے خیال میں شعبہ نے یہ انتظام کرنے کی کوشش کی ہے کہ کھانے کے وقت زیادہ لوگ زیادہ دیر تک بیٹھے نہ رہیں اور کھانا کھا کر جلد مارکی سے نکل جائیں۔مہمانوں کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہیے اور انتظامیہ سے تعاون کرنا چاہیے۔ کھانا کھاتے ہوئے تو مجبوری ہے۔ ویسے عام طور پر جیسا کہ میں نے کہا ماسک پہنے رکھنے کی پابندی کریں اور کھانا کھاتے ہوئے کم سے کم بولیں اور باتیں کریں۔ خاموشی سے کھانا کھانے کی کوشش کریں اور جلد فارغ ہو کر چلے جائیں۔ نہ اپنے آپ کو مشکل میں ڈالیں نہ انتظامیہ کو۔

کارکنان کو تو میں نے چند بنیادی باتیں کہہ دیں اور انہیں مہمانوں کی خدمت کی طرف توجہ بھی دلا دی۔

اب مہمان بھی چند باتیں سن لیں۔ اگر مہمان اس بات کو سمجھ جائیں اور اس کی پابندی کر لیں جو اسلام کی تعلیم ہے کہ مہمان اپنے میزبان پر غیر معمولی، غیر ضروری بوجھ نہ ڈالے تو پھر محبت اور پیار والی فضا قائم رہتی ہے۔

مہمان اگر میزبان سے غلط توقعات یا ضرورت سے زیادہ توقعات وابستہ کریں تو مسائل پیدا ہوتے ہیں۔ پس مہمانوں کو بھی چاہیے کہ ضرورت سے زیادہ توقعات وابستہ نہ کریں۔ اگر یہ صورت ہو گی تو پھر گھر والے بھی سہولت میں رہیں گے اور جن کے سپرد مہمانوں کا انتظام ہے وہ بھی اور مہمان بھی سہولت میں رہیں گے۔ پس اس بات کو ہمیشہ ذہن میں رکھیں۔ جماعتی نظام کے تحت بھی جو ٹھہرے ہوئے ہیں وہ ان کارکنان کے شکر گزار ہوں کہ ان کے احمدی بھائی بہنوں نے باوجود اپنی اچھی پوزیشنوں کے اپنے آپ کو مہمانوں کی خدمت کے لیے پیش کیا ہوا ہے۔بعض دفعہ کھانا مہمان کے مزاج کے مطابق نہیں بنتا حالانکہ اس جماعتی روایت کا ہر احمدی کو پتا ہے کہ جلسہ کے دنوں میں ہمارے ہاں عموماً آلو گوشت اور دال پکتی ہے تو مہمانوں کو ان کے مزاج کے مطابق کھانا بھی ملے تو خوشی سے کھالینا چاہیے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مہمان کو میزبان کی طرف سے جو بھی کھانا پیش کیا جائے اسے خوشی سے کھالینا چاہیے۔

(مسند احمد بن حنبل جلد 5 صفحہ 204 حدیث 15048 مطبوعہ عالم الکتب بیروت 1998ء)

گذشتہ سالوں میں تو یہ ہوتا تھا کہ اگر کسی نے لنگر کا کھانا نہیں کھانا یا اس کا دل نہ چاہے تو عارضی طور پر یہاں جلسہ کے اس علاقے میں جو بازار لگایا جاتا ہے وہاں سے جا کر کچھ نہ کچھ کھالیتے ہیں۔ اس دفعہ تو بازار کی سہولت اس طرح میسر نہیں ہے اس لیے ایسے لوگوں کو جن کے کھانے کے مزاج مختلف ہیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خوشدلی سے جو میسر ہو کھالینا چاہیے لیکن ضیافت والوں کو میں پھر کہوں گا کہ وہ اپنی بھرپور کوشش کریں کہ اچھا کھانا پکائیں۔ گو چند لوگ ہوتے ہیں اس مزاج کے لیکن وہ چند لوگ بھی بعض دفعہ پریشانی کا باعث بن جاتے ہیں۔ اچھے اخلاق کا مظاہرہ صرف کارکنوں کا ہی کام نہیں ہے بلکہ ہر شامل ہونے والے کا کام ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شاملین جلسہ سے بھی فرمایا کہ اچھے اخلاق کا مظاہرہ کرو اور ایک دوسرے کا خیال رکھو۔

(ماخوذ از شہادۃ القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

ہمیشہ ہر شامل ہونے والا یہ بات پیش نظر رکھے کہ اس نے اس جلسہ میں شمولیت اپنی دینی اور علمی اور روحانی پیاس بجھانے کے لیے کی ہے

اور اس بات کے حصول کے لیے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہیے کہ یہ جلسہ خالصۃً للّٰہی جلسہ ہے۔ اس لیے کبھی بھی چھوٹی چھوٹی باتوں پر کسی قسم کی بے چینی اور رنجش کا اظہار نہیں کرنا چاہیے۔ کارکن بھی انسان ہیں۔ اگر ان سے کوئی زیادتی ہو جاتی ہے تو صرفِ نظر کرنا چاہیے اور اپنے اخلاق کی درستگی کا یہ بہت بڑا ذریعہ ہے۔ یہ ٹھیک ہے کہ بعض دفعہ ایسا ماحول بن جاتا ہے جہاں آپس میں کسی طرف سے، مہمانوں کی طرف سے بھی، کارکنوں کی طرف سے بھی، کوئی بات دوسرے کا غصہ بھڑکانے کا باعث بن جاتی ہے۔ لیکن اعلیٰ اخلاق تو یہی ہیں کہ صرفِ نظر کرتے ہوئے انسان اس جگہ سے چلا جائے اور جھگڑے کو نہ بڑھائے۔ نوجوانوں میں بعض دفعہ ایسی صورتحال پیدا ہو جاتی ہے تو ہمیشہ یاد رکھنا چاہیے کہ

ہم جس مقصد کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں وہ بہت بڑا مقصد ہے۔ اپنی روحانی پیاس بجھانے کا مقصد ہے، اپنے دینی علم میں اضافے کا مقصد ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے طریق سیکھنا مقصد ہے

تو پھر اس کے لیے کم از کم اپنے جذبات کی قربانی بھی دینی ہو گی اور اللہ تعالیٰ سے دعا کے ذریعہ بھی مدد مانگنی ہو گی۔ جب یہ جذبہ ابھرے گا، جب زبانیں ذکر الٰہی کی طرف متوجہ ہوں گی، جب توبہ اور استغفار کی طرف توجہ ہو گی تو پھر اگر کسی سے کوئی تکلیف پہنچ بھی جائے گی تو عفو اور درگذر سے کام لیا جائے گا۔ پس ہمیشہ ان دنوں میں یہ بات بھی یاد رکھیں کہ یہاں ہم اللہ تعالیٰ کی خاطر اپنے گھر چھوڑ کر سفر کر کے آئے ہیں۔سفر کی دعا سکھاتے ہوئے ایک موقع پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ دعا کیا کرو کہ

اے اللہ! ہم تجھ سے اس سفر میں بھلائی اور تقویٰ چاہتے ہیں۔ تُو ہمیں ایسے نیک عمل کرنے کی توفیق دے جو تجھے پسند ہیں۔

(صحیح مسلم،کتاب الحج باب استحباب الذکر اذا رکب...الخ حدیث (۳۲۷۵))

پس جب ہم اس طرح دعا کر رہے ہوں گے تو اللہ تعالیٰ ہمارے یہاں قیام کو بھی اور سفر کو بھی برکتوں سے بھر دے گا۔

پس ان دنوں کو دعاؤں اور ذکر الٰہی سے بھرنے کی کوشش کریں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توہمیں ہر موقع کی دعا سکھائی ہے۔بعض لوگ اپنے گھروں کو چھوڑ کر جلسہ کی برکات سے مستفیض ہونے کے لیے آئے ہیں۔ انہیں پیچھے اپنے گھر والوں کی فکر بھی ہوگی تو آپؐ نے فرمایا یہ دعا کیا کرو۔

اے ہمارے خدا! مَیں پناہ مانگتا ہوں سفر کی سختیوں سے، ناپسندیدہ اور بے چین کرنے والے مناظر سے، مال اور اہل و عیال میں بُرے نتیجہ سے اور غیر پسندیدہ تبدیلی سے۔

(صحیح مسلم،کتاب الحج باب استحباب الذکر اذا رکب ... الخ حدیث (۳۲۷۵))

بڑی جامع دعا ہے۔سفر میں اپنے آپ کو بھی ہر طرح سے محفوظ رکھنے کے لیے دعا ہے اور گھر والوں کے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں رہنے کی بھی دعا ہے۔ ایسی سوچ اور ایسی دعاؤں سے زبانوں کو تر کرتے ہوئے جب یہاں ہر مرد، عورت پھر رہا ہو گا تو پھر جہاں ماحول پُرسکون ہو گا، دلوں کی تسکین کے سامان ہو رہے ہوں گے وہاں اللہ تعالیٰ ہر برے منظر سے بھی بچا کے رکھے گا۔

آجکل covid کی وجہ سے فکرمندی بھی ہے۔ دعاؤں کی طرف زیادہ توجہ دینی چاہیے کہ اللہ تعالیٰ یہاں شاملین کو بھی محفوظ رکھے اور جو گھروں میں بیٹھے ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں بھی محفوظ رکھے۔ پس

عمومی دعاؤں کے ساتھ ان دنوں میں درود بھی خاص طور پر پڑھیں۔

اسی طرح نمازوں کے اوقات میں نمازوں کے لیے آئیں۔ باہر باتوں میں وقت ضائع نہ کریں۔ اسی طرح کارکنان بھی نمازوں کے اوقات میں جن کی ڈیوٹی نہیں ہے، باجماعت نماز ادا کرنے کی کوشش کریں۔ اسی طرح

سب شاملین یہ کوشش کریں کہ جلسہ کے پروگراموں کے دوران جلسہ گاہ میں بیٹھ کر تقریریں سنیں۔

مقررین نے بڑی محنت سے تقریریں تیار کی ہوتی ہیں۔ ان سے علمی اور روحانی فائدہ ہوتا ہے۔ اس لیے صرف یہ نہ دیکھیں کہ کون اچھی تقریر کر رہا ہے، کون اچھا مقرر ہے۔ یہ دیکھیں کہ نفس مضمون کیا ہے اور اس کا کتنا فائدہ ہے۔عموماً تقریریں ایسے موضوعات پر ہوتی ہیں جن کی اس وقت ضرورت ہے اور اگر غور سے سنی جائیں تو بہت سے سوالات کے جوابات مل جاتے ہیں جو دلوں میں پیدا ہو رہے ہوتے ہیں۔

پس تقریروں کو بہت غور سے بیٹھ کر سنیں۔ اس مرتبہ تو بازار نہیں ہے جیسا کہ میں نے کہا ہے لیکن جلسہ کے پروگراموں میں وقفہ کے دوران جو مختلف نمائشیں لگائی گئی ہیں، گو چھوٹے پیمانے پر ہیں اس دفعہ، وہاں جائیں اور ان کو دیکھیں۔ ان سے فائدہ اٹھائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ حالات ٹھیک ہوں گے تو نمائشیں بھی وسیع ہو جائیں گی اور باقی نظام بھی اسی طرح چلنا شروع ہو جائے گا۔ یہ بھی خیال رکھنا چاہیے کہ اس دفعہ خشک موسم بھی ہے۔ بارشیں نہیں ہوئیں۔ اس لیے مجھے امید ہے گذشتہ سال کی طرح کار پارکنگ میں اتنی دِقت کا سامنا نہیں کرنا پڑے گا ان شاء اللہ۔ گذشتہ سال تو بارشوں کی وجہ سے بہت زیادہ دقت ہوئی تھی۔ ویسے بھی اس سال بہتر انتظام ہے۔ ٹریک وغیرہ کا انتظام بہتر کیا گیا ہے نیز مستقل بنیادوں پر پانی کے نکاس کے لیے ماہرین کی مدد سے پانی کے نکاس کا وسیع کام ہوا ہے۔ گذشتہ مہینے جو بارشیں ہوئی تھیں ان میں جس طرح پانی کی نکاسی ہو رہی تھی اس ذریعہ سے لگتا ہے ان شاء اللہ تعالیٰ آئندہ بھی یہ بڑا فائدہ مند ثابت ہو گا۔ بہرحال اس سال تو ان دنوں میں خشک موسم کی پیشگوئی ہے لیکن کار پارکنگ میں بعض دفعہ زیادہ کاروں کے آنے کی وجہ سے انتظامیہ کو بھی بعض دقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن اگر کاروں پر آنے والوں کا تعاون ہو تو آرام سے یہ سب کچھ کنٹرول ہو جاتا ہے۔ اس لیے صبر اور حوصلے سے کاروں پر آنے والے ٹریفک کے نظام کے ساتھ تعاون کریں تا کہ کسی بھی قسم کی دقت نہ ہو۔

اسی طرح جیسا کہ میں ہر سال کہتا ہوں ٹائلٹس استعمال کرنے والے، غسل خانے استعمال کرنے والے جو ہیں وہ صفائی کا بھی خیال رکھیں اور اس سال خاص طور پہ پانی کو بھی ضائع نہ کریں۔ کم بارشوں کی وجہ سے حکومت نے بھی کم پانی استعمال کرنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ احتیاط سے پانی استعمال کریں۔ اسی طرح خشک گھاس کو بڑی آسانی سے یہاں آگ لگ جاتی ہے۔ اس بارے میں بھی خاص احتیاط کریں۔ کسی بھی قسم کی بے احتیاطی مشکل پیدا کرسکتی ہے۔ اپنوں کو یا ہمسایوں کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔ حفاظتی نقطۂ نظر سے بھی ہر ایک کو محتاط ہونا چاہیے۔ ماحول پر گہری نظر رکھیں۔ کوئی بیگ یا کوئی ایسی چیز پڑی نظر آئے

جس پہ شک ہو تو فوراً انتظامیہ کو اطلاع کریں۔ انتظامیہ بھی اور سکیننگ والے بھی کارڈ چیک کرتے ہوئے ماسک اتار کر ہر ایک کا چہرہ دیکھیں کہ کارڈ کی تصویر کے مطابق ہے کہ نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر شر سے ہر ایک کو محفوظ رکھے اور اپنی خاص برکات نازل فرماتا رہے۔

پھر دوبارہ مَیں کہتا ہوں کہ ان دنوں میں ذکرِ الٰہی اور عبادتوں کی طرف خاص توجہ رکھیں۔ جماعت کی ترقی اور دشمنوں سے محفوظ رہنے کے لیے بہت دعائیں کریں۔ اسیران جو قید و بند کی صعوبتیں برداشت کر رہے ہیں ان کے لیے دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ ان کی جلد رہائی کے سامان پیدا فرمائے۔ جمعہ کی نماز میں بھی اور جمعہ کے بعد بھی، باقی دنوں میں بھی خاص دعائیں کرتے رہیں۔

آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جلسہ کے حوالے سے دعائیہ کلمات پیش کرتا ہوں۔

آپؑ فرماتے ہیں: ’’ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لیے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ ان کے ساتھ ہو اور ان کو اجرِ عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہم و غم دور فرماوے اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے اور روزِ آخرت میں اپنے ان بندوں کے ساتھ ان کو اٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر ان کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا! یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد 1 صفحہ 342)

اللہ تعالیٰ جلسہ میں شامل ہونے والے سب مرد و زن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔بعض لوگ جلسہ میں شامل ہونے کی نیت سے باہر کے ممالک سے بھی آئے ہیں لیکن یہاں آ کر بیمار ہو گئے یا بعض بڑی خواہش سے شامل ہونا چاہتے تھے لیکن شامل نہیں ہو سکے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بھی ان کی نیتوں کا اجر دے اور ان دعاؤں کا انہیں بھی وارث بنائے۔

(الفضل انٹرنیشنل 26/اگست2022ءصفحہ5تا8)

دعا کا تحفہ

کشتی پرسوار ہونے کی دعا

طوفان نوحؑ کے وقت حضرت نوح علیہ السلام نے کشتی پر سوار ہوتے ہوئے یہ دعا بھی الٰہی حکم کے تحت پڑھی اور آپ کی کشتی جودی پہاڑ کی چوٹی پر لنگر انداز ہوئی نبی کریم ﷺ فرماتے تھے کہ یہ دعا میری امت کے لئے غرق ہونے سے امان کا موجب ہے۔

(تفسیر قرطبی جزء 9 صفحہ 37)

بِسۡمِ اللّٰہِ مَجۡرٖىہَا وَمُرۡسٰىہَا ؕ اِنَّ رَبِّیۡ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۴۲﴾

(ہود: 42)

اس (کشتی) کا چلنا اور اس کا ٹھہرایا جانا اللہ کے نام کی برکت سے ہی ہو گا۔ میرا رب یقیناً بہت بخشنے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

(قرآنی دعائیں از خزینۃ الدعا مرتبہ علامہ ایچ ایم طارق ایڈیشن 2014ء صفحہ 36)

مرسلہ: عائشہ چوہدری۔ جرمنی

ابو فاضل بشارت

اسلامی سال کا دوسرا قمری مہینہ

ماہِ صفر المظفر

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مہینوں کی تعداد بارہ بیان فرمائی ہے۔

اِنَّ عِدَّۃَ الشُّھُوۡرِ عِنۡدَ اللّٰہِ اثۡنَا عَشَرَ شَھۡرًا فِیۡ کِتٰبِ اللّٰہِ یَوۡمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ مِنۡھَاۤ اَرۡبَعَۃٌ حُرُمٌ

(التوبہ:36)

ترجمہ:یقیناً اللہ کے نزدیک، جب سے اس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا ہے، اللہ کی کتاب میں مہینوں کی گنتی بارہ مہینے ہی ہے۔ اُن میں سے چار حرمت والے ہیں۔ اس آیت کی روشنی میں اسلامی قمری کیلنڈر ہو یا شمسی، بکرمی ہو یا چینی اور ان میں چاہے مہینہ محرم ہو یا صفر، جنوری ہو یا فروری، چیت ہو یا بیساکھ، نام مختلف ہو سکتے ہیں لیکن تعداد مہینوں کی بارہ ہی ہے۔

اس سے اگلی آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا النَّسِیۡٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الۡکُفۡرِ یُضَلُّ بِہِ الَّذِیۡنَ کَفَرُوۡا یُحِلُّوۡنَہٗ عَامًا وَّیُحَرِّمُوۡنَہٗ عَامًا لِّیُوَاطِـُٔوۡا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ فَیُحِلُّوۡا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ ؕ زُیِّنَ لَھُمۡ سُوۡٓءُ اَعۡمَالِھِمۡ ؕ وَاللّٰہُ لَا یَھۡدِی الۡقَوۡمَ الۡکٰفِرِیۡنَ

(التوبہ:37)

یقیناً نسیٔ کفر میں ایک اضافہ ہے اِس سے اُن لوگوں کو جنہوں نے کفر کیا گمراہ کر دیا جاتا ہے کسی سال تو وہ اُسے جائز قرار دے دیتے ہیں اور کسی سال اُسے حرام قرار دیتے ہیں تا کہ اس کی گنتی پوری رکھیں جسے اللہ نے حُرمت والا قرار دیا ہے، تا کہ وہ اُسے جائز بنا دیں جسے اللہ نے حرام کیا ہے ان کے لئے ان کے اعمال کی برائی خوبصورت کر کے دکھائی گئی ہے اور اللہ کافر قوم کو ہدایت نہیں دیتا۔

اس آیت کی تفسیر میں علامہ ابن جریر حضرت ابن عباسؓ کی روایت بیان کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں:

''نسیٔ یہ ہے کہ جنادہ بن عوف بن امیہ کنانی جس کی کنیت ابو ثمامہ تھی وہ ہر سال موسم حج میں آتا اور اعلان کرتا کہ غور سے سنو کہ ابو ثمامہ پر نہ کوئی عیب لگایا جاتا ہے اور نہ وہ کسی کو جوابدہ ہے۔ پس اس سال صفر کا مہینہ حلال ہوگا۔ پس وہ لوگوں کے لیے صفر کو حلال قرار دے دیتا۔ اسی طرح وہ ایک سال صفر کو حرمت والا قرار دے دیتا اور ایک سال محرم کو حرمت والا قرار دے دیتا (اور لوگ اس کے مطابق عمل کیا کرتے تھے)۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اِنَّمَا النَّسِیۡٓءُ زِیَادَۃٌ فِی الۡکُفۡرِ۔۔۔''

(تفسیر ابن کثیر جزء 4 صفحہ 151)

دوسری روایت مجاہد سے ہے کہ ''بنی کنانہ کا ایک آدمی ہر سال اپنے گدھے پر سوار ہو کر آتا اور کہتا: اے لوگو! یقیناً نہ میں عیب دار ہوں اور نہ جوابدہ اور نہ ہی میری بات کو ٹالا جاتا ہے۔ یقیناً ہم نے اس سال محرم کو حرمت والا قرار دیا اور صفر کو مؤخر کر دیا۔ پھر اگلے سال وہ آتا اور اسی طرح کی بات کرتا اور کہتا کہ یقیناً ہم نے صفر کو حرمت والا قرار دیا اور محرم کو مؤخر کر دیا۔ اسی بارہ میں یہ قول ہے کہ لِیُوَاطِـُٔوۡا عِدَّۃَ مَا حَرَّمَ اللّٰہُ تا کہ اس کی گنتی پوری رکھیں جسے اللہ نے حُرمت والا قرار دیا ہے یعنی حرمت والے چار مہینے (ذی قعدہ، ذی الحجہ، محرم اور رجب)۔ فَیُحِلُّوۡا مَا حَرَّمَ اللّٰہُ سے مراد ہے کہ وہ حرمت والے مہینے کو مؤخر کر دیا کرتے تھے۔''

(تفسیر ابن کثیر جزء 4 صفحہ 151)

علامہ جلال الدین سیوطیؒ اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

''ابن درید نے ''الجمہرۃ'' میں کہا ہے کہ زمانہ جاہلیت میں ماہ محرم کا نام ''محرم'' معروف نہ تھا بلکہ اسے اور صفر کو ''الصفرین'' کہا جاتا تھا۔ ان صفرین میں سے صفر اول (یعنی ماہ محرم) حرمت والے مہینوں میں سے تھا اور اہل عرب کبھی اس (حرمت والے مہینہ) کو حرمت والا قرار دے دیتے تھے اور کبھی اس میں قتال کر لیا کرتے تھے اور کبھی اس کی جگہ صفر ثانی (یعنی ماہ صفر) حرمت والا قرار دے دیتے تھے۔ میں (علامہ سیوطی) اس بارہ میں کہتا ہوں کہ یہ بڑا لطیف نکتہ ہے جسے میں نے ''الجمہرۃ'' کے علاوہ اور کہیں نہیں دیکھا کہ اہل عرب ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاول اور جمادی الثانی کی طرح صفر الاول اور صفر الثانی پکارتے تھے لیکن جب اسلام آیا تو اس نے اس نسی کی اس رسم کو باطل قرار دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے (صفر اول کو) ''شَھۡرُ اللّٰہِ الۡمُحَرَّم'' کا نام عطا فرمایا جیسا کہ حدیث میں بھی ہے کہ أَفۡضَلُ الصِّیَامِ بَعۡدَ رَمَضَانَ ''شَھۡرُ اللّٰہِ الۡمُحَرَّم''

(المزہر فی علوم اللغۃ و انواعہا جزء 1 صفحہ 239)

حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں:

''نسیٔ یہ تھی کہ کسی سال وہ محرم کو حلال کر دیتے تا کہ لوٹ مار میں آسانی ہو جائے اور پھر صفر کو محرم بناتے۔ اس طرح سب مہینوں کو بدل کر تیرہ مہینوں کا سال کر دیتے۔ پھر تغیر کر کر کے سال کو اپنی حالت پر لاتے۔''

(تفسیر صغیر سورۃ توبہ آیت 37 صفحہ 238 حاشیہ)

صفر کی وجہ تسمیہ اور دیگر نام

صَفر کا لفظ ''صِفر'' یعنی ص بالکسرہ سے ماخوذ ہے جس کے معنی خالی ہونے کے ہیں۔ جبکہ صَفَر (ص بالفتح) کے معنی ''بھوک''، ''پیٹ کے کیڑے''، ''پیٹ کی ایسی بیماری جس کی وجہ سے چہرہ زرد پڑ جائے'' وغیرہ کے ہیں۔ ماہ صفر محرم کے بعد آنے والا مہینہ ہے جس میں اہل مکہ کے سفر پر جانے کی وجہ سے گھر خالی ہو جاتے تھے۔

ماہ صفر کی وجہ تسمیہ کے متعلق مختلف آراء ہیں۔ علامہ مسعودی اس بارہ میں لکھتے ہیں کہ:

''ماہ صفر میں یمن میں بازار لگتے تھے جو ''الصفریۃ'' کے نام سے موسوم تھے۔ وہ اس مہینہ میں خوب کھاتے پیتے تھے ان کا اعتقاد تھا کہ جو اس سے روگردانی کرے گا وہ بھوکا ہلاک ہوگا۔۔۔۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اس مہینہ کا نام ''صفر'' اس لیے بھی ہے کہ لوگوں کے جنگ پر چلے جانے کی وجہ سے ان کے گھر خالی ہو جاتے تھے۔''

(مروج الذہب و معادن الجوہر جزء 2 صفحہ 188)

علامہ سخاوی نے اپنی تصنیف ''اَلۡمَشۡھُوۡرُ فِیۡ اَسۡمَآءِ الۡاَیَّامِ وَالشُّھُوۡر'' میں اس کی یہی وجہ تسمیہ بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ''اس مہینہ میں لوگ جنگوں اور (تجارتی) سفروں کے لیے نکل پڑتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے گھر خالی ہو جاتے ہیں۔''

(تفسیر ابن کثیر جزء 4 صفحہ 146)

ایک قول اس بارہ میں علامہ مرزوقی (متوفی:421ھ) یہ بیان کرتے ہیں کہ اس مہینے میں اہل عرب کے ہاں دودھ کی قلت ہو جاتی تھی جس کی وجہ سے ان کے برتن خالی ہو جاتے تھے اس لیے بھی وہ اسے صفر کہتے ہیں۔

(الازمنۃ و الامکنۃ جزء 1 صفحہ 205)

صفر کے معنی زرد رنگ کے بھی ہیں۔ اس لیے بعض کے نزدیک ماہ صفر کا نام خزاں کے موسم میں رکھا گیا جب درختوں کے پتے زرد ہوتے ہیں۔

ماہ صفر کو زمانہ جاہلیت میں ''صفر الثانی''، ''ناجر'' بھی کہا جاتا تھا۔

(الازمنۃ و الامکنۃ جزء 1 صفحہ 207)

ناجر کے معنی شدت گرمی کے کیے جاتے ہیں چاہے وہ جنگ کی حرارت ہو یا لوہے کی گرمی ہو۔

صفر الخیر یا صفر

موجودہ دور میں اکثر لوگ صفر کو ''صفر الخیر'' یا ''صفر المظفر'' بھی کہتے ہیں۔ ماہ صفر کا یہ نام رسول اللہ ﷺ، خلفائے راشدین وصحابہ کرامؓ سے ثابت شدہ نہیں۔ البتہ بعض لوگ نیک شگون کے طور پر اسے صفر المظفر یا صفر الخیر کے نام سے پکارتے ہیں تا کہ اس سے بدشگونی کا تاثر ختم ہو۔

ایام و ماہ و سال کے متعلق عقیدۂ بدشگونی اور اس کا استیصال

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَجَعَلۡنَا الَّیۡلَ وَالنَّھَارَ اٰیَتَیۡنِ فَمَحَوۡنَاۤ اٰیَۃَ الَّیۡلِ وَجَعَلۡنَاۤ اٰیَۃَ النَّھَارِ مُبۡصِرَۃً لِّتَبۡتَغُوۡا فَضۡلًا مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَلِتَعۡلَمُوۡا عَدَدَ السِّنِیۡنَ وَالۡحِسَابَ

(بنی اسرائیل:13)

اور ہم نے رات اور دن کے دو نشان بنائے ہیں پس ہم رات کے نشان کو مٹا دیتے ہیں اور دن کے نشان کو روشنی عطا کرنے والا بنا دیتے ہیں تا کہ تم اپنے ربّ کے فضل کی تلاش کرو اور تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب سیکھ سکو۔

رات دن، غروب شمس، طلوع سحر یہ سب اللہ کی نشانیوں میں سے ہے اور اللہ کے فضل کے حصول کا ذریعہ ہیں۔ رات دن کے ادلنے بدلنے سے ہفتے بنتے ہیں، ہفتوں سے مہینے اور مہینوں سے سال بنتے ہیں اور ان سالوں کا مجموعہ صدیاں اور یہ سارے ماہ و سال اور صدیاں زمانہ کہلاتے ہیں۔ حدیث قدسی میں زمانہ کو برا کہنے کی ممانعت آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

یُؤۡذِیۡنِیۡ ابۡنُ اٰدَمَ یَسُبُّ الدَّھۡرَ وَاَنَا الدَّھۡرُ، بِیَدِی الۡاَمۡرُ اُقَلِّبُ اللَّیۡلَ وَالنَّھَارَ

(بخاری کتاب تفسیر القرآن باب وَمَا یُھۡلِکُنَاۤ اِلَّا الدَّھۡرُ)

آدمی مجھ کو ستاتا ہے۔ زمانہ کو بُرا کہتا ہے میں زمانہ کا مالک ہوں، (زمانہ کیا کرسکتا ہے)۔ سب کام میرے ہاتھ میں ہیں میں ہی رات اور دن پلٹ پلٹ کر لاتا ہوں۔

علامہ ابن حجر اس حدیث کی تشریح میں لکھتے ہیں کہ:

''رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ کہا کرتے تھے کہ رات اور دن نے ہمیں ہلاک کیا اور یہی ہمیں مارتے ہیں اور زندہ کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا: وَقَالُوۡا مَا ھِیَ اِلَّا حَیَاتُنَا الدُّنۡیَا نَمُوۡتُ وَنَحۡیَا وَمَا یُھۡلِکُنَاۤ اِلَّا الدَّھۡرُ ۚ وَمَا لَھُمۡ بِذٰلِکَ مِنۡ عِلۡمٍ ۚ اِنۡ ھُمۡ اِلَّا یَظُنُّوۡنَ (الجاثیہ:25) اور وہ کہتے ہیں یہ (زندگی) ہماری دنیا کی زندگی کے سوا کچھ نہیں ہم مرتے بھی ہیں اور زندہ بھی ہوتے ہیں

اور زمانہ کے سوا اور کوئی نہیں جو ہمیں ہلاک کرتا ہو حالانکہ ان کو اس بارہ میں کچھ بھی علم نہیں وہ تو محض خیالی باتیں کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ زمانہ کو برا کہتے ہیں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی مجھ کو ستاتا ہے۔۔۔۔‘‘

(فتح الباری جزء 8 صفحہ 575)

رسول اللہ ﷺ نے بھی نحوست بدشگونی کی ممانعت فرمائی ہے۔

(بخاری کتاب الطب باب الجذام)

پس کسی خوش قسمتی، بدشگونی و نحوست کا انحصار سورج، چاند اور ستاروں کی گردش یا ایام، ماہ و سال پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور انسان کے اپنے اعمال پر منحصر ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

وَكُلَّ اِنْسَانٍ اَلْزَمْنٰهُ طٰٓئِرَهٗ فِيْ عُنُقِهٖ ؕ وَنُخْرِجُ لَهٗ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ كِتٰبًا يَّلْقٰهُ مَنْشُوْرًا

(بنی اسرائیل:14)

اور ہر انسان کا اعمال نامہ ہم نے اُس کی گردن سے چمٹا دیا ہے اور ہم قیامت کے دن اس کے لئے اُسے ایک ایسی کتاب کی صورت میں نکالیں گے جسے وہ کھلی ہوئی پائے گا۔

اس لیے کسی دن یا مہینہ یا سال کو مورد الزام نہیں ٹھہرایا جا سکتا بلکہ اپنے اعمال پر نظر رکھنی چاہئے اور تمام اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے۔ پس جو بھلائی، خوش قسمتی انسان کو پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوتی ہے اور جو کوئی نقصان دہ بات ہو وہ انسان کے اپنے اعمال کا نتیجہ ہوتی ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

مَآ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَآ اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ

(النساء:80)

جو بھلائی تجھے پہنچے تو وہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتی ہے اور جو ضرر رساں بات تجھے پہنچے تو وہ تیرے اپنے نفس کی طرف سے ہوتی ہے۔

ماہ صفر کے متعلق بدشگونی کا اعتقاد اور اس کا ردّ

ماہ صفر کو زمانہ جاہلیت میں بدشگونی کے طور پر سمجھا جاتا تھا کیونکہ اس میں وہ جنگیں لڑا کرتے تھے جس کے نتیجہ میں ان کے گھر خالی اور تباہ و برباد ہو جاتے تھے۔ اس لیے وہ اسے بدشگون کے طور پر منحوس تصور کرتے تھے حالانکہ جنگیں اور قتل و غارت اور اس کے نتیجہ میں تباہی و بربادی تو ان کے اپنے اعمال کا نتیجہ تھی جو وہ رسم نسیٔ کی وجہ سے اس مہینہ میں کیا کرتے تھے۔

زمانہ فیج اعوج میں بھی ماہ صفر کے بارہ میں قسما قسم کی بدشگونیوں اور توہمات پیدا ہوئے۔ مثلاً شادی بیاہ نہ کرنا، لڑکی کی رخصتی نہ کرنا، نیا کاروبار شروع نہ کرنا، سفر نہ کرنا وغیرہ۔ اور یہ سلسلہ ابھی تک بعض لوگوں میں جاری ہے کیونکہ یہ سمجھا جاتا ہے کہ ماہ صفر میں ایسے کاموں کا آغاز برکت سے خالی ہوگا۔

رسول اللہ ﷺ نے زمانہ جاہلیت کی رسوم اور توہمات و بدشگونیوں کا خاتمہ فرمایا۔ چنانچہ حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لَا عَدْوٰى وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَةَ وَلَا صَفَرَ، وَفِرَّ مِنَ الْمَجْذُوْمِ كَمَا تَفِرُّ مِنَ الْاَسَدِ

(صحیح البخاری کتاب الطب باب الجذام)

یعنی ہر بیماری اپنی ذات میں متعدی نہیں ہوتی (جب تک مسبب الاسباب خدا کا اذن نہ ہو) اور بدشگونی، ھامہ اور صفر کی کچھ حقیقت نہیں ہے۔ مگر اس کے باوجود جذام کے بیمار سے تم ایسے بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو۔

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت جابرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لَا عَدْوٰى، وَلَا غُوْلَ، وَلَا صَفَرَ

(مسلم کتاب السلام بَابُ لَا عَدْوٰى، وَلَا طِيَرَةَ، وَلَا هَامَ)

عدویٰ، غول (بھوت پریت) اور صفر کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔

ان روایات میں ’’صفر‘‘ سے علماء نے کئی مفاہیم مراد لیے ہیں۔ بعض شارحین نے اس سے مراد پیٹ کی ایک متعدی بیماری لی ہے جس سے پیٹ میں بڑے کیڑے پیدا ہو جاتے ہیں۔ جس کی تردید رسول اللہ ﷺ نے ’’لَا صَفَرَ‘‘ کہہ کر فرمائی کہ یہ بیماری اللہ کے اذن کے بغیر کسی دوسرے کو نہیں لگ سکتی۔

دوسرا گروہ علماء اس سے مراد صفر کا مہینہ لیتے ہوئے اس حدیث کی شرح میں دو باتیں بیان کرتے ہیں۔ پہلی یہ کہ اس ماہ صفر کو زمانہ جاہلیت میں منحوس سمجھا جاتا تھا جس کی رسول اللہ ﷺ نے تردید فرمائی۔ جیسا کہ سنن ابوداؤد میں محمد بن راشد کا قول درج ہے کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ ماہ صفر کو منحوس سمجھتے تھے اور صفر پیٹ کی ایسی بیماری کو کہتے تھے جو متعدی ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے (ان باتوں کی نفی کرتے ہوئے) فرمایا: ’’لَا صَفَرَ‘‘

(سنن ابوداؤد کتاب الطب باب فی الطیرۃ)

دوسری تشریح یہ بیان کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اس ارشاد سے رسم نسیٔ کی تردید فرمائی۔ چنانچہ اشہب بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام مالکؒ سے اس بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں لوگ صفر کو (قتل و غارت اور جنگوں کے لیے) حلال قرار دے دیتے تھے۔ ایک سال وہ اسے حلال قرار دیتے تو دوسرے سال حرام۔ رسول اللہ ﷺ نے اس رسم نسیٔ کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: ’’لَا صَفَرَ‘‘

(سنن ابوداؤد کتاب الطب باب فی الطیرۃ)

علامہ ابن رجب حنبلی (متوفی: 795ھ) ماہ صفر سے بدشگونی لینے کو غلط قرار دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

’’بہت سے جہلاء ماہ صفر کو منحوس سمجھتے ہیں اور اس مہینہ میں سفر کرنے سے اجتناب کرتے ہیں صفر کو منحوس گردانا بدشگونی کی ایک قسم ہے جس سے منع کیا گیا ہے اسی طرح دنوں میں سے کسی دن کو نحس قرار دینا بھی درست نہیں جیسا کہ بدھ کے دن کو منحوس سمجھا جاتا ہے۔‘‘

(لطائف المعارف جزء 1 صفحہ 74)

موضوع روایت

اب یہاں ایک یہ سوال اٹھتا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ماہ صفر کی نحوست کی ممانعت فرمادی تو اس بارہ میں توہمات کہاں سے پیدا ہو گئے۔ اس بارہ میں تحقیق سے یہ بات پتہ چلتی ہے کہ علمائے فن حدیث کے نزدیک ایک موضوع روایت ہے:

مَنْ بَشَّرَنِيْ بِخُرُوْجِ صَفَرٍ، بَشَّرْتُهٗ بِدُخُوْلِ الْجَنَّةِ کہ جس نے مجھے ماہ صفر کے گزرنے کی خوشخبری سنائی میں اسے جنت میں داخل ہونے کی بشارت دوں گا۔

اس روایت کو علامہ رضی الدین صغانی (متوفی: 650ھ) نے ’’الموضوعات‘‘ میں، علامہ محمد طاہر فتنی (متوفی: 986ھ) نے ’’تذکرۃ الموضوعات‘‘ میں احادیث موضوعہ میں شمار کیا ہے۔ علامہ ملا علی قاری (متوفی: 1014ھ) نے اس حدیث کو درج کر کے تحریر کیا ہے: لَا اَصْلَ لَهٗ یعنی اس کی کوئی اصل نہیں۔

(الاسرار المرفوعۃ فی الاخبار الموضوعۃ جزء 1 صفحہ 337)

توکل الٰہی کی ضرورت

دوسرا اہم محرک ان ساری بدعات و توہمات کا خدا تعالیٰ پر کامل توکل نہ ہونا ہے۔ ایک حقیقی مسلمان کو اپنے اللہ پر کامل بھروسہ ہونا چاہئے کہ کوئی بھی کام اللہ کے اذن کے بغیر ممکن نہیں اور وہی خیر کا منبع ہے۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَعْصِمُكُمْ مِّنَ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَ بِكُمْ سُوْٓءًا اَوْ اَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ؕ وَلَا يَجِدُوْنَ لَهُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا

(الاحزاب:18)

تُو پوچھ کہ کون ہے جو تمہیں اللہ سے بچا سکتا ہے اگر وہ تمہیں کوئی تکلیف پہنچانے کا ارادہ کرے یا تمہارے حق میں رحمت کا فیصلہ کرے اور وہ اپنے لئے اللہ کے سوا نہ کوئی سرپرست پائیں گے اور نہ کوئی مددگار۔

ایک موقع پر رسول اللہ ﷺ نے تین دفعہ بدشگونی کو شرک قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ ہم میں سے کوئی ایسا نہیں مگر اسے وہم ہو ہی جاتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ توکل کی وجہ سے اسے دور کر دیتا ہے۔

(سنن ابوداؤد کتاب الطب باب فی الطیرۃ)

اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ہر فرض نماز کے بعد ہمیں یہ دعا کرنے کا اسوہ عطا فرمایا:

’’لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ، وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ، اَللّٰهُمَّ لَا مَانِعَ لِمَا اَعْطَيْتَ، وَلَا مُعْطِيَ لِمَا مَنَعْتَ، وَلَا يَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْكَ الْجَدُّ‘‘

(صحیح بخاری کتاب الاذان باب الذکر بعد الصلاۃ)

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ واحد ہے۔ اس کا کوئی شریک نہیں اسی کی بادشاہت ہے اور اسی کی تمام تعریفیں ہیں اور وہ ہر بات پر بڑا ہی قادر ہے۔ اے اللہ کوئی روکنے والا نہیں جو تو دے اور کوئی دینے والا نہیں جو تو روک دے۔ کسی صاحب حیثیت (مال، حسب و نسب وغیرہ) کو اس کی حیثیت تیرے مقابل پر فائدہ نہیں دے گی۔

ماہ صفر کی فضیلت کا بیان

ماہ صفر کی کوئی خاص فضیلت روایات سے ثابت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام نے اس مہینہ میں معمول کی عبادات ہی بجا لائیں اور کسی خاص عبادت کا ذکر نہیں ملتا اور نہ ہی اس مہینہ کو مصائب و ابتلاء کا مہینہ قرار دیتے ہوئے کوئی خاص دعا سکھائی گئی۔ چنانچہ علامہ احمد بن عبد اللہ السلمی تحریر کرتے ہیں:

اس (ماہ صفر) کی فضیلت میں نبی کریم ﷺ سے کوئی صحیح حدیث ثابت نہیں۔ علامہ صدیق حسن خان صاحب نے کہا کہ ’’میں ماہ صفر کی فضیلت کی کسی صحیح حدیث سے واقف نہیں اور نہ ہی اس کی مذمت والی کوئی صحیح حدیث ثابت شدہ ہے۔‘‘

(بدع و اخطاء تتعلق بالایام والشہور صفحہ 251 مطبع دار القاسم)

ماہ صفر کے تاریخی اہم واقعات

عہد نبویؐ اور عہد خلفائے راشدین میں ماہ صفر میں جو اہم واقعات رونما ہوئے وہ یہ ہیں: 2 ہجری میں غزوہ ابواء، غزوہ ودان، 4 ہجری میں واقعہ رجیع اور واقعہ بئر معونہ، 12 ہجری میں جنگ مذار، جنگ الیس اور جنگ ولجہ، 16 ہجری میں فتح مدائن اور 37 ہجری میں جنگ صفین ماہ صفر میں ہی وقوع پذیر ہوئی۔ ماہ صفر 99 ہجری میں حضرت عمر بن عبد العزیزؒ خلیفہ منتخب ہوئے۔

رپورٹ: منصور احمد مبشر۔ ناظم پروگرام جلسہ سالانہ فرانس

انتیسواں جلسہ سالانہ فرانس

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ فرانس کو اپنا انتیسواں جلسہ سالانہ مؤرخہ 16، 17، 18 جولائی 2022ء کو اپنی جلسہ گاہ ’’بیت العطاء‘‘ میں منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔

جلسہ کے آغاز سے کافی پہلے میٹنگز شروع ہو چکی تھیں۔ افسران و ناظمین کی فہرست بھی تیار کر لی گئی تھیں اور سب کو ان کی اطلاع بھی دیدی گئی تھی۔ امسال افسر رابطہ مکرم امیر جماعت فرانس فہیم احمد نیاز صاحب، افسر جلسہ سالانہ مکرم منصور احمد وینس صاحب نائب امیر و نیشنل سیکرٹری تربیت، افسر جلسہ گاہ مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مشنری انچارج و نائب امیر فرانس اور افسر خدمت خلق مکرم جمیل الرحمٰن صدر مجلس خدام الاحمدیہ فرانس تھے۔

افسر جلسہ سالانہ کے 2 نائب افسران تھے۔ جن میں مکرم شہباز احمد ورک صاحب کے 9 ناظمین جبکہ مکرم محمد احسن صاحب کے 10 ناظمین تھے۔ افسر جلسہ گاہ کے 2 نائب افسران تھے۔ مکرم سید طیب شاہ صاحب جن کے 6 ناظمین تھے اور مکرم بلال اکبر صاحب مربی سلسلہ کے 7 ناظمین تھے۔ جبکہ افسر خدمت خلق کے 3 نائب افسران تھے۔

13:30 پر جمعہ اور نماز عصر کی ادائیگی کی گئی جس کے بعد حضور انور کا خطبہ جمعہ سنا گیا۔ 16:20 پر پرچم کشائی کی تقریب ہوئی۔ مکرم امیر صاحب جماعت فرانس نے فرانس کا جھنڈا اور مکرم مشنری انچارج صاحب نے لوائے احمدیت لہرایا۔ اس کے بعد مکرم امیر صاحب جماعت فرانس نے دعا کرائی۔

پہلا دن اور افتتاحی اجلاس

ساڑھے چار بجے افتتاحی اجلاس کا آغاز بصدارت مکرم امیر صاحب فرانس ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم ابصار احمد باجوہ نے سورت نور آیت 55 تا 57 مع اردو ترجمہ پیش کی۔ نظم مکرم فہیم افضل صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام ’’محاسن قرآن‘‘ سے منتخب اشعار بڑی ترنم سے پیش کئے۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر مکرم امیر صاحب کی تھی۔ موضوعِ سخن تھا ’’خلافت کے سلطان نصیر کیسے بن سکتے ہیں؟‘‘۔ آپ نے اپنی تقریر میں خلفاء احمدیت کے اقتباسات سے بیان کیا کہ ہم کن گناہوں سے بچیں اور کون کون سی نیکیاں کریں تو پھر ہم خلافت کے سلطان نصیر بن سکتے ہیں۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر ’’دنیا کی بقا خلافت احمدیہ سے ہی وابستہ ہے‘‘ کے موضوع پر خاکسار منصور احمد مبشر مربی سلسلہ فرانس کی تھی۔ اپنی تقریر میں تمام خلفاء احمدیت کے مختلف تاریخی حوالہ جات پیش کئے جن سے پتا چلتا ہے کہ ہر خلیفہ نے اپنے دور میں حکومتوں، لیڈرز اور عوام کو مفید مشورے دیئے اور دنیا کی بقا کے لئے جد وجہد کی اور ثابت کیا کہ دنیا کی بقا حقیقی طور پر صرف اور صرف خلافت احمدیہ سے ہی وابستہ ہے۔ اس اجلاس کی تیسری اور آخری تقریر مکرم اسلم دوبوری صاحب نائب امیر فرانس و نیشنل سیکرٹری جائیداد کی ’’حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیاں‘‘ پر تھی۔ آپ کی یہ تقریر بزبان فرنچ تھی۔ آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی مختلف پیشگوئیاں بیان کیں۔ اس کے بعد کھانا پیش کیا گیا اور نماز مغرب و عشاء سوا دس بجے ادا کی گئیں۔

دوسرا اجلاس

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد سے ہوا۔ مکرم حافظ سلیم طورے صاحب نے پڑھائی۔ نماز فجر کے بعد درس قرآن ہوا۔ بعد ازاں احباب نے اجتماعی تلاوت کی۔ جماعت احمدیہ فرانس کی یہ ایک انفرادیت ہے کہ تمام جلسوں اور اجتماعات میں درس کے بعد یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ جو بھی قرآن کریم کا حصہ زبانی یاد ہے تمام احباب جلسہ گاہ میں ہی بیٹھ کر تلاوت کر لیں۔ اس سے تمام شاملین وہیں پر بیٹھ کر صبح کی تلاوت کر لیتے ہیں۔ یہ ایک بہت ہی روح پرور نظارہ ہوتا ہے۔

دوسرے روز کا پہلا اجلاس اور جلسہ سالانہ کا دوسرا سیشن صبح 10:30 شروع ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم منصور احمد وینس صاحب نائب امیر و نیشنل سیکرٹری تربیت نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم الحاج درامے صاحب نے سورت الاحزاب آیات 42 تا 48 کی پیش کی۔ جبکہ نظم مکرم نوفل احمد صاحب نے ’’بدرگاہ ذیشان خیرالانام‘‘ سے چند اشعار پیش کئے۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر ’’غیر مسلموں کی نظر میں آنحضرت صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا مقام‘‘ بزبان فرنچ مکرم عرفان ٹھاکر صاحب مربی سلسلہ نے کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بعض مشہور فرانسیسی اور مغربی شخصیات کے اقوال اور تحریرات پیش کیں جن میں انہوں نے آپ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کی خوبیوں کو بیان فرمایا۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر ’’بچوں کی تربیت‘‘ کے عنوان سے مکرم اسامہ احمد صاحب مربی سلسلہ کی تھی۔ آپ نے اپنی تقریر میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کے اقتباسات پیش کئے اور ویڈیو گیمز اور سوشل میڈیا کے بد اثرات کا ذکر کیا اور ان سے بچنے کی تلقین کی۔ اس اجلاس کی آخری تقریر ’’حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم بطور داعی الی اللہ‘‘ کے موضوع پر مکرم بلال اکبر صاحب مربی سلسلہ کی تھی۔ آپ نے حضور صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّم کا طریقہ ءتبلیغ بیان کیا۔

جلسہ سالانہ فرانس کی ایک اور روایت یہ ہے کہ اجلاسات میں کسی نو مبائع کو اپنی قبول احمدیت کی روئیداد بتانے کیلئے مدعو کیا جاتا ہے۔ اس سے پرانے احمدیوں کے بھی ایمان تازہ ہوتے ہیں اور تعارف بھی ہو جاتا ہے۔ اس اجلاس میں مکرم Abdul Aziz Denis کو مدعو کیا گیا۔

وصیت سیمینار

اس اجلاس کے آخر پر مکرم نیشنل سیکریٹری وصایا کی طرف سے ایک وصیت سیمینار رکھا گیا۔ جس کی صدارت مکرم امیر صاحب نے کی۔ تلاوت کے بعد مکرم نیشنل سیکرٹری وصایا نے اس سیمینار کی اغراض بتائیں۔ جس کے بعد مکرم مشنری انچارج صاحب نے بھی موصیان کو نصائح کیں۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے موصیان کے متعلق حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی نصائح بیان کیں اور دعا کروائی۔ اس کے بعد نمازوں اور کھانے کا وقفہ ہوا۔ اس سیمینار کے بعد 14 شاملین جلسہ نے اس بابرکت تحریک میں شامل ہونے کی توفیق پائی۔ اور 10 شاملین نے رسالہ الوصیت کے

مطالعہ کے بعد وصیت کرنے کا وعدہ کیا ہے۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِكَ۔

تیسرا اجلاس

اسی روز جلسہ سالانہ کے تیسرے اجلاس کا آغاز ساڑھے چار بجے ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم اسلم دوبوری صاحب نائب امیر و نیشنل سیکرٹری جائیداد نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ سلیم طورے صاحب نے کی۔ جس کیلئے سورت الفتح کی آخری دو آیات منتخب کی گئیں۔ جبکہ اس اجلاس کی نظم ایک ماریشن نوجوان مکرم جنید دوبوری نے حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام ’’شان اسلام‘‘ سے منتخب اشعار پر مشتمل بڑے پیارے انداز میں پڑھی۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر ’’فرانس میں اسلام مخالف سوچ اور اس کا ردّ‘‘ کے موضوع پر مکرم جمال ہادی احمد صاحب نے کی۔ موصوف نے اُن اسلامی تعلیمات کا ذکر کیا جن کے حوالہ سے اسلام پر حملہ کیا جاتا ہے اور ان کا ردّ بھی پیش کیا۔ اس اجلاس کی دوسری تقریر مکرم عمر احمد صاحب کی تھی۔ ان کی تقریر کا عنوان تھا ’’دور صدیقیؓ کے فتنے اور ان کی سرکوبی‘‘۔ انہوں نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے حالیہ خطبات جمعہ کی روشنی میں بعض فتنوں اور ان کی سرکوبی کا ذکر کیا۔ اس اجلاس کی تیسری تقریر ’’عالمی بحران اور امن کی راہ‘‘ پر مکرم طلحہ رشید صاحب نیشنل سیکرٹری امور خارجہ نے کی۔ موصوف نے اپنی تقریر میں اسلام احمدیت کی تعلیم کی رو سے بتایا کہ امن کس طرح ہو سکتا ہے۔ اس اجلاس کے آخر پر ایک نو مبائع مکرم جواد اشکف صاحب نے اپنے احمدیت کے سفر کی روئیداد پیش کی۔ اس کے بعد چار غیر از جماعت معزز مہمان Mme Mélanie، Mme Anne Marie، Pastor Joseph Elloi اور Dr Mohamad Larbi Haouat نے اپنے خیالات کا اظہار کیا۔

تیسرا دن اور اختتامی اجلاس

جلسہ کے تیسرے دن کا آغاز بھی نماز تہجد سے ہوا۔ نماز فجر و درس کے بعد تلاوت قرآن کریم کی گئی۔ اختتامی اجلاس کا آغاز ساڑھے دس بجے ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت امیر جماعتہائے احمدیہ فرانس مکرم محترم فہیم احمد نیاز صاحب نے کی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم حافظ منصور بابر صاحب نے سورت آل عمران کی آیات 103 تا 106 پیش کی۔ جس کے بعد نظم مکرم حافظ عاصم منظور صاحب نے پیش کی۔ یہ نظم حضرت مسیح موعودؑ کے منظوم کلام ’’بشیر احمد، شریف احمد اور مبارکہ کی آمین‘‘ سے منتخب اشعار پر مشتمل تھی۔ اس کے بعد ایک نو مبائع Alexandre Hosli نے اپنا سفر احمدیت بیان کیا۔ اس اجلاس کی پہلی تقریر بزبان فرنچ ’’نو مبائعین کی ذمہ داریاں‘‘ کے عنوان پر مکرم سعد ہدوی صاحب کی تھی۔ اپنی تقریر میں موصوف نے حضور انور ایدہ اللہ کے خطبات کے اقتباسات سے نئے آنے والوں کی ذمہ داریوں کو بیان کیا۔ اور بتایا کہ انہیں کس طرح جماعت کے کاموں میں شامل ہونا چاہئے۔ اس اجلاس کی دوسری

تقریر بعنوان ”جماعتی مالی قربانی کا نظام اور ہماری ذمہ داریاں“ مکرم فیضان صادق صاحب نیشنل سیکرٹری مال کی تھی۔ انہوں نے اپنی تقریر میں قرآن وحدیث کے حوالوں اور حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء احمدیت کے اقتباسات سے مالی قربانی کی اہمیت بیان کی۔ نیز بتایا کہ آمد کی تعریف کیا ہے؟ اور باشرح اور باقاعدہ چندہ ادا کرنے کی اہمیت و برکات بیان کیں۔

اس اجلاس کی آخری تقریر مکرم نصیر احمد شاہد صاحب مشنری انچارج و نائب امیر فرانس کی بعنوان ”ہماری حقیقی عید“ تھی۔ آپ نے اپنی تقریر میں بتایا کہ ہماری حقیقی عید اسی وقت ہوگی جب اسلام کے عالمگیر غلبہ کیلئے تمام دنیا میں اسلام احمدیت کی تبلیغ کی جائے گی۔ موضوع کے حوالہ سے اپنی تقریر میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے احمدیت کے متعدد حوالے پیش کئے۔ آخر پر مکرم امیر صاحب نے اختتامی کلمات کہہ کر دعا کروائی۔

اسٹالز

شرکائے جلسہ کی سہولت اور استفادہ کیلئے امسال دو اسٹالز لگائے گئے۔ دوران جلسہ فوڈ سٹال پر تقریباً 650 یورو کی آمد ہوئی نیز کتب کے سٹال پر 515 یورو کی کتب فروخت ہوئیں۔

جلسہ مستورات

جلسہ سالانہ فرانس سے چند ہفتے قبل عاملہ کے ایک اجلاس میں لجنہ کے سیشن کی تیاری کے حوالہ سے تیاری کا آغاز ہوا۔ ناظم اعلیٰ جلسہ گاہ مستورات مکرم فرحت فہیم صاحب صدر لجنہ اماء اللہ فرانس نے 4 نائبات (مکرمہ بشریٰ حبیب صاحبہ، مکرمہ نزہت عارف صاحبہ، مکرمہ قدسیہ وسیم صاحبہ اور مکرمہ لیلا بیلاربی صاحبہ) کا تقرر کیا اور ڈیوٹی لسٹ تیار کی گئی۔

امسال جلسہ گاہ مستورات کے لئے ایک مارکی لگائی گئی جبکہ بچوں والی خواتین کے لئے الگ ہال میں انتظام کیا گیا تھا۔

اجلاس مستورات

ہفتہ کے دن صبح ساڑھے دس بجے بصدارت مکرم صدر صاحبہ لجنہ اماء اللہ فرانس، مستورات کے اجلاس کا آغاز ہوا۔ مکرمہ ہاجرہ ہادی صاحبہ نے سورۃ آل عمران 103 تا 105 کی تلاوت مع اردو ترجمہ پیش کیا۔ جبکہ فرنچ ترجمہ محترمہ ازکی غلام صاحبہ نے پڑھا۔ اس کے بعد محترمہ امۃ البصیر منصور صاحبہ نے کلام محمود سے ”بڑھتی رہے خدا کی محبت خدا کرے“ پڑھی جس کا فرنچ ترجمہ مکرمہ شازیہ اعجاز صاحبہ نے پیش کیا۔ نظم کے بعد محترمہ لیلا بیلاربی صاحبہ نے ”ایک احمدی خاتون کی ذمہ داریاں“ کے موضوع پر فرنچ میں تقریر کی۔ اپنی تقریر میں عہد بیعت کی اہمیت بتائی، نیز قرآنی تعلیم کے حوالہ سے بتایا کہ اپنے عہدوں کو کس طرح پورا کیا جاسکتا ہے۔ اور یہ کہ اس بارہ میں سوال کیا جائے گا۔ اس تقریر کا اردو رواں ترجمہ محترمہ ثانیہ ایوب صاحبہ کرتی رہیں۔ بعد ازاں محترمہ سلمیٰ محمد حسین نے درثمین سے ”ہے عجب میرے خدا میرے پر احسان تیرا“ کے چند اشعار بہت خوبصورت آواز میں پڑھے اور انکا فرنچ ترجمہ پیش کیا۔

اس اجلاس کی دوسری تقریر نزہت عارف صاحبہ نے اردو میں ”لجنہ اماء اللہ تاریخ کے آئینہ میں“ پر کی۔ جس میں بتایا کہ کس طرح حضرت مصلح موعودؓ نے 1922 میں خواتین کی علمی ترقی کے لئے یہ تنظیم قائم کی۔ اور پھر مالی علمی اور تبلیغی میدان میں خواتین کی مثالی کارکردگیاں بیان کیں۔ اس تقریر کا رواں فرنچ ترجمہ محترمہ انیقہ رحمن نے پیش کیا۔ اس کے بعد ایک افریقن بہن محترمہ آمینا تاطورے صاحبہ نے کلام طاہر سے ”وقت کم ہے بہت ہیں کام چلو“ خوش الحانی سے پیش کی اور اس کا فرنچ ترجمہ بھی پیش کیا۔

اس اجلاس کی آخری تقریر محترمہ فرحت فہیم صاحبہ نیشنل صدر لجنہ اماء اللہ فرانس نے ”اوڑھنی والیوں کے لئے پھول“ پر اردو میں کی۔ آپ نے اپنی تقریر میں احمدی خواتین کو نصائح پر مشتمل خلفاء احمدیت کے ارشادات پیش کئے۔ آپ نے یہ بھی بتایا کہ ”اوڑھنی والیوں کے لئے پھول“ کے نام سے تین مجموعے شائع ہو چکے ہیں۔ ان کے مطالعہ سے لجنہ کو ہر میدان میں رہنمائی ملتی ہے۔ اور اپنی ذمہ داریوں سے آگاہی ہوتی ہے۔ اس تقریر کا رواں فرنچ ترجمہ محترمہ مدیحہ شاہ صاحبہ نے کیا۔ اس کے بعد دعا کروائی گئی اور پروگرام کا اختتام ہوا۔ جس کے بعد ترانے پیش کئے گئے۔

اسٹالز

امسال جلسہ کے دوران شعبہ صنعت ودستکاری کی طرف سے مستورات کیلئے فوڈ سٹال لگایا گیا۔ جس کی کل آمد 1897 یورو ہوئی۔ یہ آمد مسجد فنڈ لجنہ اماء اللہ فرانس میں جمع کروائی جائے گی۔ دوسرا سٹال شعبہ خدمت خلق کی طرف سے لگایا گیا جس کی آمد 1030 یورو رہی۔ یہ رقم افریقہ کے ایک ملک میں ایک کنویں کی تعمیر کے لئے لجنہ اماء اللہ فرانس کی طرف سے دی جائے گی۔ ان شاء اللہ۔ تیسرا سٹال جماعتی کتب کا سٹال بھی شعبہ اشاعت کی طرف سے لگایا گیا۔

جلسہ سالانہ فرانس کی حاضری

امسال جلسہ سالانہ فرانس کی کل حاضری 780 رہی۔ جن میں 451 مرد اور 329 خواتین شامل ہوئیں۔ جلسہ کی تمام کاروائی MTA Français نے اپنے youtube channel پر دکھائی۔ اس کے لئے 2 links بنائے گئے تھے، ایک اردو بولنے والوں کے لئے اور ایک فرنچ بولنے والوں کیلئے۔ ان کے مطابق اردو لنک سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد 2287 جبکہ فرنچ لنک سے استفادہ کرنے والوں کی تعداد 2148 رہی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ جماعت فرانس کو مزید ترقیات سے نوازتا چلا جائے اور تمام شرکاء جلسہ کو جلسہ سے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کا وارث بنائے۔ آمین

بقیہ: ایک صالح بچے کا خواب ...... از صفحہ 14

کیا اور بڑے بھائی یہودہ نے کہا کہ میں تو ہرگز یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک اللہ میرے بارے میں کوئی فیصلہ نہ کرے۔ ہم پہلے بھی یوسفؑ کے معاملہ میں غلطی کر چکے ہیں۔ جب ان کے بھائی اپنے والد کے پاس پہنچے اور ان کو بتایا کہ آپ کے بیٹے نے یہ حرکت کی ہے اگر آپ کو ہم پر اعتبار نہیں ہے تو آپ بیشک اس ملک کے لوگوں یا قافلے والوں سے پوچھ لیں۔ یہ سن کر حضرت یعقوبؑ حضرت یوسفؑ کو یاد کر کے رونے لگے۔ بھائیوں نے کہا کہ آپ تو اسی کو یاد کر کے روتے رہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ میں تو اپنے اللہ سے ہی فریاد کرتا ہوں اور اپنے غم کا اظہار کرتا ہوں۔ انہوں نے اپنے بیٹوں کو کہا کہ تم واپس جاؤ اور اپنے دونوں بھائیوں کو تلاش کرو اور اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہو۔

ان کے بھائی دوبارہ سے تھوڑے سے پیسے لیکر مصر گئے اور بجائے اپنے بھائی کے بارے میں بات کرنے کے حضرت یوسفؑ سے کہنے لگے کہ ہم کو اور ہمارے خاندان کو بہت دکھ پہنچا ہے ہم تھوڑی سی پونجی لائے ہیں آپ ہمیں پورا غلہ دیں اور ہماری مدد کریں۔ خیرات دینے والے کو اللہ پسند کرتا ہے۔ حضرت یوسفؑ کا اخلاق دیکھو کہ انہوں نے اپنے بھائیوں کو زیادہ پریشان کرنا مناسب نہیں سمجھا اور اپنے بارے میں سب کچھ بتا دیا جس پر وہ بہت شرمندہ ہوئے اور ان سے معافی مانگنے لگے اور کہنے لگے کہ واقعی اللہ نے تمہیں ہم پر برتری دی ہے۔ حضرت یوسفؑ نے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بخش دے گا اور وہ سب رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ میرا یہ کرتا لے جاؤ اور میرے باپ کے سامنے لے جاکر رکھ دینا تاکہ ان پر سارا ماجرہ کھل جائے اور پھر تم سب میرے پاس آجانا۔

يَغۡفِرُ اللّٰهُ لَكُمۡ ۫ وَهُوَ اَرۡحَمُ الرّٰحِمِيۡنَ ﴿۹۳﴾ اِذۡهَبُوۡا بِقَمِيۡصِىۡ هٰذَا فَاَلۡقُوۡهُ عَلٰى وَجۡهِ اَبِىۡ يَاۡتِ بَصِيۡرًا ۚ وَاۡتُوۡنِىۡ بِاَهۡلِكُمۡ اَجۡمَعِيۡنَ

(یوسف: 93-94)

انہوں نے ایسا ہی کیا اور واپس جاکر کرتہ جب اپنے والد کے سامنے کرتا رکھا تو ان پر ساری حقیقت واضح ہوگئی۔ اس طرح وہ سب واپس حضرت یوسفؑ کے پاس چلے گئے اور حضرت یوسفؑ نے اپنے والدین کو عزت سے اپنے پاس جگہ دی۔ بھائی چونکہ شرمندہ ہوئے تھے اور انہوں نے معافی مانگی تھی تو حضرت یوسفؑ نے اپنے والد سے کہا کہ یہ میرے پہلے خواب کی تعبیر ہے۔ میرے رب نے اسے سچا کر دکھایا۔ اللہ نے میرے ساتھ بڑا احسان کیا۔ پہلے مجھے کنوئیں سے اور پھر جیل سے نکالا۔ مجھے خوابوں کی تعبیر کا علم سکھایا پھر ملک کی بادشاہت عطا کی اور اب آپ سب کو میرے پاس لے آیا۔ اس طرح شیطان ناکام ہوا۔ یقیناً میرا رب بہترین ترکیب کرنے والا ہے۔

تو پیارے بچو دیکھا آپ نے کیسے حضرت یوسفؑ کا خواب پورا ہوا۔

مترجم: ابو سلطان

ڈائری عابد خان سے ایک ورق

اے چھاؤں چھاؤں شخص تیری عمر ہو دراز

23 مئی 2015ء کو حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور آپ کا قافلہ اٹھارہ روزہ دورہ کے لئے جرمنی روانہ ہوئے جہاں حضور انور نے جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اختیار فرما کر اس کو اعزاز بخشا۔

البانیئن وفد سے ملاقات

حضور انور نے ایک البانیئن وفد سے بھی ملاقات فرمائی جس میں ایک نومبائع احمدی نے اپنے جذبات کا اظہار کیا کہ وہ حضور انور کے البانیہ دورہ کا بیتابی سے انتظار کر رہے ہیں۔

انہوں نے کہا کہ جس دن حضرت خلیفۃ المسیح ہمارے ملک کا دورہ فرمائیں گے وہ نہ صرف جماعت احمدیہ کے لئے بلکہ پورے ملک کے لئے باعث برکت ہوگا۔

ایک دوسرے نومبائع نے بتایا کہ ان کی فیملی جلسہ پر حاضر نہ ہوسکی ہے اس لئے انہوں نے حضور انور کو ایک ملین سلام بھجوائے ہیں۔حضور انور نے از راہ شفقت تبسم فرماتے ہوئے فرمایا ’’جزاکم اللہ، اور ان کو بھی میری طرف سے ایک ملین سے زیادہ سلام پہنچا دیں۔‘‘

حضور انور کی نومبائعین سے ملاقات

اس شام فرنکفرٹ واپسی سے قبل حضور انور نے نومبائعین سے ملاقات فرمائی۔ پہلی ملاقات خواتین سے تھی بعد ازاں مرد حضرات سے ملاقات فرمائی۔حضور انور کے ہال میں تشریف لانے سے قبل میں چند نومبائعین سے ملا۔ ان سے گفتگو کر کے مجھے احساس ہوا کہ وہ احمدیت قبول کر کے کس قدر خوش تھے۔ اس بات سے مجھے احساس ہوا کہ ایک احمدی گھرانے میں پیدائش کس قدر خوش قسمتی ہے۔

ان نومبائعین میں سے ایک مکرم محمد عمران خان صاحب تھے، جو پاکستان سے جرمنی آئے تھے۔ ان کی عمر 26 سال تھی اور انجینئرنگ میں ماسٹر کر رہے تھے۔

مکرم محمد عمران خان صاحب نے بتایا۔

’’جب میں پڑھائی کے لئے جرمنی آیا تھا تو مجھے احساس ہوا کہ احمدیوں کے بارے میں جو کچھ مجھے بچپن سے بتایا گیا تھا، وہ جھوٹ پر مبنی تھا۔ میں نے حضور انور کے خطبات جمعہ سننا شروع کر دئے اور مجھے احساس ہوا کہ میرے جو بھی سوالات تھے خلیفۂ وقت ان کے از خود جوابات عطا فرما رہے تھے۔ جماعت (احمدیہ) کے عقائد اس قدر مدلل اور برحق تھے کہ میں اس سے دور نہ رہ سکا اور جلد ہی مجھے باور ہوا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا دعویٰ سچا ہے۔‘‘

*ایک دوسرے دوست مکرم Zulfi Jonavoski جن کا تعلق میسیڈونیا سے تھا اور انہوں نے اکتوبر 2013ء میں بیعت کی تھی مجھے بتایا کہ

’’جب کبھی بھی میں حضور انور کو کہیں دیکھتا ہوں مجھے احساس ہوتا ہے کہ میں نے ایک فرشتہ کو دیکھا ہے اور آج مجھے احساس ہوا ہے کہ میں کس قدر خوش قسمت ہوں کہ حضور انور سے ملاقات کا شرف حاصل ہوا ہے۔ جب میں اس اطمینان اور سکون کو دیکھتا ہوں جو احمدیت نے مجھے دیا ہے تو مجھے احساس ہوتا ہے کہ ایسی ہی طمانیت آنحضرت ﷺ کے صحابہ کو حاصل ہوئی ہوگی۔‘‘

*میری ملاقات Jannick Helmen (بعمر 20 سال) سے ہوئی جنہوں نے اسی دن کچھ دیر پہلے بیعت کی تھی۔ میں دیکھ سکتا تھا کہ وہ حضور انور سے پہلی ملاقات کے بعد کچھ nervous تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ nervous ہونے کی وجہ سے ان کا خیال تھا کہ وہ حضور انور سے کوئی سوال نہ پوچھ سکیں گے اس لئے وہ خاموشی سے حضور انور کی مجلس میں بیٹھنا چاہتے تھے۔ انہوں نے مجھے بتایا کہ بیعت کی تقریب کے دوران انہیں اپنا ہاتھ براہ راست حضور انور کے دست مبارک پر رکھنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ انہوں نے بتایا کہ

’’آج خلیفہ کے ہاتھ کو چھونا بہت جذباتی کر دینے والا تھا اور ناقابل بیان ہے اور یوں مجھے ایسا لگ رہا ہے کہ آج میں نے ایک نئی زندگی شروع کی ہے۔‘‘

لجنہ اماء اللہ کی ملاقات کے بعد حضور انور نومبائعین کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔حضور انور ان سے نہایت شفقت سے پیش آئے اور ان سے احمدیت کی قبولیت کے حوالہ سے ان کے احوال اور تجربات کے بارے میں استفسار فرمایا۔ دوران ملاقات حضور انور نے سوالات کے جوابات مرحمت فرمائے اور نومبائعین کو ہدایات سے نوازا۔

*ایک فرانسیسی نومبائع Sebastien نے بتایا کہ ان کی پرورش کرسچن گھرانے میں ہوئی لیکن وہ کبھی بھی عیسائیت کی تعلیمات سے مطمئن نہ تھے۔ انہوں نے بتایا کہ جس چرچ میں وہ جاتے تھے انہیں (حضرت) عیسیٰ کے ایک مجسمہ کے سامنے دعا کا کہا جاتا تھا جس سے انہیں غصہ آتا تھا کیونکہ وہ خدائے واحد کی عبادت کرنا چاہتے تھے۔ بعد ازاں ان کا تعارف احمدیت سے ہوا اور وہ فوری طور پر اس کی طرف کھچے چلے آئے۔ Sebastien نے حضور انور سے درخواست کی کہ آپ انہیں اسلامی نام عطا فرمائیں۔حضور انور نے استفسار فرمایا کہ ان کے سابقہ نام Sebastien کا کیا مطلب ہے جس پر انہوں نے بتایا کہ انہیں اس کے مطلب کا علم نہیں ہے۔ چند لمحات کے بعد حضور انور نے فرمایا کہ آپ کو عطاء الحیٔ نام اخذ کرنا چاہیئے۔

*ایک دوسرے نومبائع نے حضور انور سے استفسار فرمایا کہ کیا انہیں کوئی خاص مذہبی لباس پہننا چاہیئے یا لبادہ اوڑھنا چاہیئے۔ اس پر حضور انور نے نہایت خوبصورتی سے جواب عطا فرمایا کہ

’’مذہب کا کوئی (خاص) لبادہ نہیں ہے۔ حقیقی مذہب کا لباس تقویٰ ہے اور یوں ایک اچھا انسان بننا ایک مومن کا حقیقی لباس ہے۔ جہاں تک ظاہری لباس کا تعلق ہے تو اس کا اصول یہی ہے کہ ہر انسان کا لباس مناسب اور باوقار ہونا چاہیئے۔‘‘

*ایک سپینش نومبائع نے بتایا کہ ان کے غیر احمدی فیملی ممبرز پاکستان میں ہیں جنہیں وہ ملنے جانا چاہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ ان سے کس طرح ملیں۔ اس پر حضور انور نے فرمایا۔

’’آپ کو نہایت اعلیٰ اخلاق کا مظاہرہ کرنا چاہئے اور فیملی کے ساتھ نہایت شفقت سے پیش آنا چاہیئے۔ تاہم ان کے پیچھے نماز نہ پڑھیں جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جھٹلایا ہے۔‘‘

*ایک نومبائع جن کی عمر 18 سال تھی اور تعلق سینیگال سے تھا لیکن ان کی پرورش ہالینڈ میں ہوئی تھی۔ وہ اپنی عمر سے کافی چھوٹے لگتے تھے لیکن بہت پر اعتمادی سے بات کر رہے تھے کہ کس طرح وہ اپنے خاندان کے اکیلے احمدی ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ وہ جامعہ میں تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا کہ کیا ان کے پاس ڈچ شہریت ہے جس پر انہوں نے بتایا کہ انہیں ایک سال بعد مل جائے گی۔ اس پر حضور انور نے نہایت شفقت سے فرمایا

’’ٹھیک ہے، میرا خیال ہے کہ ایک دفعہ آپ کو شہریت مل گئی تو پھر آپ آئیں اور جامعہ احمدیہ میں داخلہ لیں تاکہ آپ میرے قریب رہ سکیں۔‘‘

حضور انور کے الفاظ سن کر اس نومبائع کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور خوشی دیدنی تھی۔

رومانیہ کے وفد سے ملاقات

بعد ازاں رومانیہ کے وفد کے تین احباب نے ملاقات کا شرف حاصل کیا جن میں سے دو عیسائی تھے اور ایک مسلمان تھے جن کا تعلق سیریا سے تھا۔

دوران میٹنگ یہ بات عیاں ہوئی کہ سیریئن مسلمان مکرم حافظ الحسین حضور انور سے مل کر بہت جذباتی ہو رہے تھے۔ انہوں نے عرب مسلمانوں کی بدحالی کا ذکر کیا اور اس بات کا بھی کہ ان کے نزدیک سیریا میں تنازعہ کی وجہ خلافت کا نہ ہونا ہے۔ انہوں نے حضور انور کی طرف دیکھا اور کہا ’’آپ کی طرح کوئی (وجود) سیریا کی راہنمائی کرنے والا نہیں ہے‘‘۔ اس کے جواب میں حضور انور نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی خلافت ہر ایک کے لئے ہے اگر وہ اس بات کو سمجھے۔حضور انور نے اس مہمان کو جلسہ یوکے پر بطور مہمان آنے کی دعوت دی جس پر وہ بے حد خوش ہوئے۔

اس دن میں اس سیریئن دوست کو ملا اور وہ (کچھ وقت گزرنے کے باوجود) جذباتی تھے۔ انہوں نے کہا

’’ہمارے عرب لیڈر تکبر سے بھرے ہوئے ہیں لیکن آپ کے خلیفہ بہت عاجز ہیں اور یکسر مختلف ہیں۔ وہ پوری دنیا کے لئے ایک بڑے بھائی کی طرح ہیں اور میں بہت خوش قسمت ہوں کہ آپ سے ملاقات ہوئی اور آپ کو بار بار ملنا چاہوں گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضلوں سے آپ کو عمر دراز عطا فرمائے جیسا کہ آپ ہمارے راہنما ہیں۔‘‘

(حضور انور کا دورہ جرمنی مئی-جون 2015 اردو ترجمہ از ڈائری مکرم عابد خان)

آصفہ سمرن۔ جرمنی

اطفال کارنر

ایک صالح بچے کا خواب

پیارے بچو! جس طرح بڑے لوگ خواب دیکھتے ہیں اسی طرح بچوں کو بھی خواب آتے ہیں اور اللہ تعالیٰ بچوں کو بھی سچے خوب دکھاتا ہے لیکن اس کی شرط یہ ہے کہ آپ اپنا خواب جب کسی کو سناؤ تو اس میں جھوٹ نہ شامل ہو۔ کیونکہ جھوٹ بولنا گناہ ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہو جاتا ہے۔ جب آپ دعا کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے مدد مانگتے ہیں تو خدا آپ کو خواب کے ذریعہ خوشخبری دیتا ہے۔بعض اوقات اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے جب کوئی کام لینا چاہتا ہے تو بھی انہیں خواب کے ذریعہ اطلاع دے دیتا ہے۔ اور کبھی کبھی خواب کے ذریعہ بعض اوقات انسانوں کو تنبیہ بھی کرتا ہے کہ وہ سیدھا راستہ اختیار کریں۔ اب یہ ضروری بھی نہیں کہ آج ہم نے خواب دیکھا اور وہ اگلے دن پورا ہو جائے۔بعض اوقات خوابوں کی تعبیر کئی ہفتوں، مہینوں اور سالوں کے بعد بھی پوری ہوتی ہے۔

خوابوں کی تعبیر ایک علم ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے نبیوں اور نیک بندوں کوسکھاتا ہے۔ تاریخ میں ایسے بہت سے لوگوں اور بچوں کا ذکر ملتا ہے جن کے خواب پورے ہوئے۔ اسی طرح اللہ کے ایک پیارے نبی حضرت یوسفؑ جب بہت چھوٹے سے تھے تو انہوں نے بھی ایک خواب دیکھا جس کا ذکر قرآن کریم میں سورۃ یوسف کی آیت نمبر پانچ تا چھ میں موجود ہے۔حضرت یوسفؑ نے جب اپنے والد سے کہا کہ اے میرے باپ یقیناً میں نے (رؤیا میں) گیارہ ستارے اور سورج اور چاند دیکھے ہیں۔ (اور) میں نے انہیں اپنے لئے سجدہ ریز دیکھا ہے۔ (آیت نمبر 5) تو ان کے والد حضرت یعقوبؑ نے کہا کہ بیٹا اپنے بھائیوں سے اس بات کا ذکر نہ کرنا ایسا نہ ہو کہ وہ تمہارے ساتھ کوئی برا سلوک کریں۔حضرت یعقوبؑ اللہ کے نبی تھے اور وہ خوابوں کا علم بھی جانتے تھے لیکن زیادہ تر وہ لوگوں کو نہیں بتاتے تھے۔خواب سننے کے بعد وہ سمجھ گئے تھے کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسفؑ کو کوئی بلند مرتبہ عطا کرے گا۔ ان کو پتہ تھا کہ حضرت یوسفؑ کے بھائی ان سے حسد کرتے ہیں۔ کیونکہ وہ حضرت یوسفؑ سے زیادہ پیار کرتے تھے اور ان کے بڑے بھائیوں کو یہ بات اچھی نہیں لگتی تھی اس لئے انہیں ڈر ہوا کہ کہیں وہ حضرت یوسفؑ کو کوئی نقصان نہ پہنچائیں۔

ایک دن ان کے بھائی بہانے سے ان کو اپنے ساتھ کھیلنے کے لئے لے گئے۔ پہلے تو ان کے بھائیوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ ہم اسے مار دیتے ہیں۔ ان کے بڑے بھائی یہودہ نے کہا کہ ہم اسے مارتے نہیں بلکہ اسے کنوئیں میں پھینک دیتے ہیں کوئی آتا جاتا قافلہ اسے یہاں سے نکال کر کسی دوسرے ملک میں لے جائے گا۔ کیونکہ یہودہ کا خیال تھا کہ قتل کرنا بڑا گناہ ہے لیکن اس طرح بعد میں ہم خدا سے معافی مانگ لیں گے۔ یہ سوچ کر ان کے بھائیوں نے انہیں ایک کنوئیں میں پھینک دیا۔ ملک کنعان کے راستے میں قواسم نام کا ایک علاقہ ہے اس کے ایک جنگل میں عموقی نام کا ایک کنواں تھا جو ابھی بھی موجود ہے سورہ یوسف آیت نمبر 7 کے مطابق اللہ تعالیٰ نے ان کو کنوئیں میں ہی خوشخبری دے دی تھی کہ اللہ تعالیٰ انہیں ایک نعمت عطا کریں گے۔ اس نعمت س مراد نبوت تھی یعنی اللہ تعالیٰ انہیں اپنا نبی مقرر فرمائے گا اور انہیں خوابوں کا علم بھی عطا ہو گا۔

حضرت یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکنے کے بعد ان کے بھائیوں نے اپنے والد سے جا کر جھوٹ موٹ کہا کہ حضرت یوسفؑ کو بھیڑیا کھا گیا ہے۔ پیارے بچو! کتنی عجیب بات ہے بھیڑیا یوسفؑ کو تو کھا گیا لیکن ان کے کرتے کو کچھ نہیں ہوا وہ جھوٹ موٹ کرتے پر کسی جانور کا خون بھی لگا کر لے آئے تھے۔

سورۃ یوسف آیت نمبر 20 سے پتہ چلتا ہے کہ وہاں پر واقعی ایک قافلہ آ گیا اس قافلے کا ایک آدمی اس کنوئیں سے پانی لینے آیا تو اس نے جب کنوئیں میں ڈول لٹکایا تو حضرت یوسفؑ نے ڈول کو پکڑ لیا تو اس آدمی نے انہیں کنوئیں سے باہر نکال لیا۔ انہیں وہ اپنے مالک کے پاس لے گیا۔ اس کے مالک نے خوش ہو کر جلدی سے انہیں اپنے پاس چھپا لیا۔ کیونکہ وہ بہت خوبصورت اور کمسن بچے تھے اس شخص کا خیال تھا کہ وہ انہیں اچھے داموں منڈی میں لے جا کر بیچ دے گا اور اس کو اس بات کا بھی خوف تھا کہ کہیں اس بچے کا مالک آ کر اس سے انہیں واپس نہ لے لے۔ کیونکہ اس زمانے میں غریب مردوں، عورتوں اور بچوں کی غلاموں کی حیثیت سے تجارت ہوا کرتی تھی۔ لیکن اس شخص نے مصر پہنچ کے بعد معمولی داموں میں حضرت یوسفؑ کو مصر کے وزیر خزانہ عزیز کے ہاتھوں بیچ دیا۔حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ اس نے انہیں صرف بیس درہم میں بیچ دیا تھا۔

عزیز نے ان کو لا کر اپنی بیوی کے حوالے کیا اور کہا کہ ہماری کوئی اولاد نہیں ہے ہم اسے پالتے ہیں ہوسکتا ہے کہ یہ بڑا ہو کر ہمارے لئے فائدہ مند ثابت ہو۔ جب آپؑ ذرہ کچھ بڑے ہوئے تو شاہی محل کی دیکھ بھال آپؑ کے ذمہ لگا دی گئی۔ سورۃ یوسف کی آیت نمبر 22 میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اور یوں ہم نے مصر کی سرزمین پر یوسف کے قدم جما دیئے تا کہ ہم اسے معاملات کی تہہ تک پہنچنے کا علم سکھا دیں، اور جب یوسف پختگی کی عمر کو پہنچ گئے تو ہم نے اسے قوت فیصلہ اور علم دیا ہم نیک کاروں کو اسی طرح بدلہ دیتے ہیں۔

پھر سترہ اٹھارہ سال کی عمر تک حضرت یوسفؑ ہر علم و ہنر کے ماہر ہو گئے۔ لیکن ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ عزیز مصر کی بیوی نے ان پر الزام لگا کر انہیں قید خانے میں ڈلوا دیا۔ جب آپؑ قید خانے میں پہنچے تو ان کے ساتھ دو اور قیدی بھی قید خانے میں ڈال دیئے گئے۔ کچھ دن ساتھ رہنے کے بعد ان دونوں قیدیوں کو اندازہ ہو گیا کہ یہ تو بہت ہی نیک اور برگزیدہ انسان ہیں۔ ایک رات دونوں نوجوانوں نے ایک ایک خواب دیکھا، صبح ہونے پر انہوں نے حضرت یوسفؑ سے ان خوابوں کی تعبیر پوچھی۔سورۃ یوسف کی آیت نمبر 37 میں اس کا ذکر ہے۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو شراب نچوڑتے ہوئے دیکھا ہے اور دوسرے نے کہا کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں اپنے سر پر روٹیاں اٹھائے ہوئے ہوں جنہیں پرندے کھا رہے ہیں۔ آپ ہمیں ان خوابوں کی تعبیر بتائیں۔ آپؑ نے یہ سوچا کہ یہ دین کی تعلیم دینے کا بہترین طریقہ ہے کیونکہ آپ ہمیشہ اللہ کی واحدانیت کی تعلیم لوگوں کو دیتے تھے۔ آپ نے کہا کہ مجھے میرے رب نے جو سکھایا ہے یہ اس کی بدولت ہے میں تمہیں ان خوابوں کی تعبیر بتادوں گا۔ میں اپنے آباؤاجداد دین ابراہیم کی پیروی کرتا ہوں۔ اے قید خانے کے دونوں ساتھیو! جہاں تک تم دونوں میں سے ایک تعلق ہے تو وہ اپنے آقا کو شراب پلائے گا اور جہاں تک دوسرے کا تعلق ہے تو وہ سُولی پر چڑھایا جائے گا پس پرندے اس کے سر میں سے کچھ (نوچ نوچ) کر کھائیں گے۔

حضرت یوسفؑ کا جس شخص کے بارے میں خیال تھا کہ وہ بچ جائے گا انہوں نے اس سے کہا کہ وہ رہا ہو کر اپنے بادشاہ سے ان کے بارے میں ذکر کرے لیکن وہ شخص بعد میں ایسا کرنا بھول گیا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندوں کو بے یارو مددگار نہیں چھوڑتا۔ کچھ عرصے کے بعد مصر کے بادشاہ نے اپنے درباریوں سے کہا کہ میں نے خواب میں سات موٹی گائیں دیکھی ہیں جنہیں سات دبلی پتلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات سرسبز بالیاں اور کچھ دوسری سوکھی ہوئی بھی (دیکھتا ہوں)۔ اے سردارو! مجھے میری رؤیا کے بارہ میں تعبیر سمجھاؤ اگر تم خوابوں کی تعبیر کر سکتے ہو۔ درباریوں نے کہا کہ یہ تو ہمیں کوئی ایسا ہی خواب لگتا ہے جس کے کوئی معنی نہیں۔ اس پر اُس شخص کو جو جیل سے رہا ہو کر آیا تھا حضرت یوسفؑ کی یاد آئی اس نے بادشاہ سے کہا کہ مجھے قید خانے میں بھجوائیں وہاں قید میں ایک شخص کو جانتا ہوں جو خوابوں کا علم رکھتا ہے۔ اس طرح وہ شخص قید خانے میں جاتا ہے اور حضرت یوسفؑ سے کہتا ہے کہ آپؑ تو واقعی سچے ہیں اس نے خوب ان کی تعریفیں کیں اور ان کو بادشاہ کا خواب سنایا اور کہا کہ اس کی تعبیر بتائیں۔حضرت یوسفؑ نے کہا سنو! سات سال تک مسلسل خوب کھیتی باڑی کرنا اور فصل کو کاٹ کر اسے بالیوں سمیت ہی رکھ دینا، اتنا ہی غلہ استعمال کرنا جتنی کہ ضرورت ہو کیونکہ اس کے بعد سات سال نہایت قحط کے آئیں گے۔ وہ اس غلے کو کھا جائیں گے جو تم نے زخیرہ کر کے پہلے سات سالوں میں بچا کر رکھا تھا۔ اس کے بعد پھر خوشحالی ہو جائے گی۔

اس شخص نے واپس جا کر جب بادشاہ کو ساری بات بتائی تو عزیز مصر کو بھی حضرت یوسفؑ یاد آ گئے اس نے ان کو بھی بلا بھیجا لیکن جب قاصد نے حضرت یوسفؑ کو کہا کہ تمہیں بادشاہ بلا رہا ہے تو انہوں نے کہا کہ وہ ہرگز نہیں جائیں گے۔ انہوں نے اس لئے منع کیا کیونکہ بادشاہ کی بیوی نے ان پر ایک غیر مناسب الزام لگایا تھا۔حضرت یوسفؑ نے قاصد سے کہا کہ بادشاہ سے جا کر پوچھو کہ ان عورتوں سے پوچھ کہ اصل واقعہ کیا ہے جنہوں نے ان پر الزام لگا کر انہیں قید خانے میں ڈالا تھا۔ جب بادشاہ نے ان عورتوں سے پوچھ گچھ کی تو ان عورتوں نے حضرت یوسفؑ کو اچھا اور سچا کہا اور مصر عزیز کی بیوی کو بھی سمجھ آ گئی کہ اب میرا جھوٹ پکڑا جائے گا تو اس نے بھی اقرار کر لیا کہ اس نے حضرت یوسفؑ کے بارے میں غلط بیانی کی تھی پیارے بچو! حضرت یوسفؑ نے اس لئے ایسا کیا کہ ان کا مالک جان جائے کہ وہ جھوٹے نہیں اور امانت میں خیانت کرنے والے نہیں۔ پھر بادشاہ نے حکم دیا اسے (یوسفؑ کو) میرے پاس لاؤ تا کہ میں اسے (خاص کاموں کے لئے) منتخب کر لوں۔ بادشاہ نے جب ان سے ملاقات کی تو وہ ان کا اور بھی گرویدہ ہو گیا اور کہا آپ کو میرے دربار میں خاص عزت ملے گی۔ پھر بادشاہ نے ان کو اپنے ملک کے خزانہ کا افسر مقرر کر دیا۔ بادشاہ کے خواب کے مطابق ہو بہو ویسا ہی ہوا۔حضرت یوسفؑ نے اپنی عقلمندی سے غلہ کو محفوظ کیا۔

یہ قحط صرف مصر میں ہی نہیں بلکہ اس کے آس پاس کے علاقہ میں بھی پڑا تھا۔ جیسا کہ ملک کنعان میں بھی جہاں ان کے والد اور بھائی بھی رہتے تھے۔ یہ بات ہر جگہ مشہور ہوگئی تھی کہ مصر میں غلہ آسانی سے مل

DAILY LONDON ALFAZL ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ادارہ کا مضمون نویسوں، تبصرہ و مراسلہ نگاروں کے خیالات اور آراء سے متفق ہونا ضروری نہیں

جاتا ہے اس لئے لوگ دور کے علاقوں سے بھی غلہ خریدنے آتے تھے۔ پھر خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جب یہ خبر فلسطین سے کنعان تک پہنچی کہ یہاں غلہ پرانی قیمت پر مل رہا ہے تو حضرت یوسفؑ کے بھائی بھی فٹافٹ وہاں پہنچ گئے۔حضرت یوسفؑ کا طریقہ کار یہ تھا کہ وہ اناج ایک شخص کو اتنا ہی دیتے جتنا کہ اس کے اونٹ پر آسکتا۔ اس طرح قرآن مجید میں بھی آتا ہے کہ جب حضرت یوسفؑ کے بھائی بھی ان کے پاس اناج لینے آئے تو انہوں نے اپنے بھائیوں کو پہچان لیا لیکن ان کے بھائی ان کو نہ پہچان سکے۔حضرت یوسفؑ نے ان سے خوب تحقیق کی کہ تم لوگ کون ہو اور کہاں سے آئے ہو۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا ایک چھوٹا بھائی بھی ہے جو ہمارے والد کے پاس ہے۔حضرت یوسفؑ نے ان سے کہا کہ آئندہ جب اناج لینے آؤ تو اپنے اس بھائی کو بھی لے کر آنا اگر تم اسے ساتھ نہ لائے تو تمہیں بھی غلہ نہیں ملے گا۔

حضرت یوسفؑ نے اپنے خادم سے کہا کہ ان کے پیسے ان کے مال ہی میں رکھ دو۔ اللہ کے نیک بندوں کی ہر بات میں کوئی نہ کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اپنے گھر پہنچ کر انہوں نے اپنے والد کو بتایا اب ہمیں اگر مزید اناج چاہیے ہو گا تو بن یامین کو بھی ہمارے ساتھ جانا پڑے گا کیونکہ یہی مصر کا قانون ہے۔ ان کے بیٹوں نے کہا کہ ہم خدا کو حاضر ناظر جان کر آپ سے وعدہ کرتے ہیں کہ ہم اس کا پورا خیال رکھیں گے۔ اور یہ بھی دیکھیں کہ اناج کے ساتھ ہمارے پورے پیسے بھی واپس کر دیئے گئے ہیں۔ اس طرح ہمارے پاس ایک اونٹ کا غلہ زیادہ آجائے گا۔حضرت یعقوبؑ کو بھی اندازہ ہوگیا کہ یہ خدا کی طرف سے کوئی تدبیر ہے۔ انہوں نے بیٹوں سے وعدہ لے کر بن یامین کو ان کے ساتھ مصر روانہ کر دیا۔ اور ان کو شہر کے الگ الگ دروازوں سے داخل ہونے کی ہدایت کی تا کہ بن یامین بھی حضرت یوسفؑ سے علیحدگی میں مل سکیں۔حضرت یعقوبؑ کو الہاماً اللہ تعالیٰ سے علم ہو گیا تھا کہ مصر کے خزانے کے مالک حضرت یوسفؑ ہیں۔ اس طرح جب بن یامین حضرت یوسفؑ سے ملے تو حضرت یوسفؑ نے انہیں بتایا کہ میں تمہارا بچھڑا ہوا بھائی ہوں لیکن ابھی تم اپنے بھائیوں کو مت بتانا۔ آپ نے اگلے روز انہیں غلہ دے کر روانہ کر دیا لیکن انہوں نے بن یامین کے اناج میں اپنا ماپنے والا پیمانہ رکھ دیا۔ ابھی یہ قافلہ کچھ دور ہی گیا تھا کہ پیچھے سے حضرت یوسفؑ کے خادموں نے آواز دی کہ اے قافلے والو تم لوگ تو چور ہو۔ بھائیوں میں سے ایک نے پوچھا کہ تمہاری کیا چیز کھوئی ہے، نہ ہی ہم چور ہیں اور نہ ہی ہم ملک میں فساد ڈالنے کے لئے آئے ہیں۔تم چاہو تو ہماری تلاشی لے لو۔ نوکروں نے جب ان کے سامان کی تلاشی لی تو آخر میں بن یامین کے سامان سے وہ پیالہ نکل آیا۔ اور انہوں نے بن یامین کو پکڑ لیا۔ لیکن حضرت یوسفؑ نے ایسا اس لئے کیا کہ وہ ملک کے قانون کے مطابق اپنے بھائی کو بغیر کسی وجہ کے اپنے پاس نہیں رکھ سکتے تھے۔ ان کے بھائیوں میں سے ایک نے کہا کہ ہم آپ سے درخواست کرتے ہیں کہ ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں وہ اس کا غم برداشت نہیں کرسکیں گے۔ آپ ہم سے کسی کو بطور سزا رکھ لیں۔ ہم دیکھتے ہیں کہ آپ بڑے نیک نفس انسان ہیں۔ حضرت یوسفؑ بضد رہے کہ نہیں میری چیز جس کے پاس سے نکلی ہے میں اسی کو رکھوں گا۔سارے بھائیوں نے آپس میں مشورہ

بقیہ صفحہ 11 پر

فقہی کارنر

تعداد ازدواج، حکم نہیں بلکہ اجازت ہے

ایک شخص نے اعتراض کیا کہ اسلام میں جو چار بیویاں رکھنے کا حکم ہے یہ بہت خراب ہے ساری بد اخلاقیوں کا سر چشمہ ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا:

چار بیویاں رکھنے کا حکم تو نہیں دیا بلکہ اجازت دی ہے کہ چار تک رکھ سکتا ہے اس سے یہ تو لازم نہیں آتا کہ چار ہی کو گلے کا ڈھول بنالے۔ قرآن کا منشاء تو یہ ہے کہ چونکہ انسانی ضروریات مختلف ہوتی ہیں اس واسطے ایک سے لیکر چار تک کی اجازت ہے۔ ایسے لوگ جو ایک اعتراض کو اپنی طرف سے پیش کرتے ہیں اور پھر وہ خود اسلام کا دعویٰ بھی کرتے ہیں میں نہیں جانتا کہ ان کا ایمان کیسے قائم رہ جاتا ہے۔ وہ تو اسلام کے معترض ہیں۔ یہ نہیں دیکھتے کہ ایک مقنن کو قانون بنانے کے وقت کن کن باتوں کا لحاظ ہوتا ہے۔ بھلا اگر کسی شخص کی ایک بیوی ہے اسے جذام ہوگیا ہے یا آتشک میں مبتلا ہے یا اندھی ہوگئی ہے یا اس قابل ہی نہیں کہ اولاد اس سے حاصل ہو سکے وغیرہ وغیرہ عوارض میں مبتلا ہو جاوے تو اس حالت میں اب اس خاوند کو کیا کرنا چاہیئے کیا اسی بیوی پر قناعت کرے؟ ایسی مشکلات کے وقت کیا تدبیر پیش کرتے ہیں۔ یا بھلا اگر وہ کسی قسم کی بدمعاشی زنا وغیرہ میں مبتلا ہوگئی تو کیا اب اس خاوند کی غیرت تقاضا کرے گی کہ اسی کو اپنی پُرعصمت بیوی کا خطاب دے رکھے؟ خدا جانے یہ اسلام پر اعتراض کرتے وقت اندھے کیوں ہو جاتے ہیں۔ یہ بات ہماری سمجھ میں نہیں آتی کہ وہ مذہب ہی کیا ہے جو انسانی ضروریات کو ہی پورا نہیں کرسکتا۔ اب ان مذکورہ حالتوں میں عیسویت کیا تدبیر بتاتی ہے؟ قرآن شریف کی عظمت ثابت ہوتی ہے کہ انسانی کوئی ایسی ضرورت نہیں جس کا پہلے سے ہی اس نے قانون نہ بنا دیا ہو۔ اب تو انگلستان میں بھی ایسی مشکلات کی وجہ سے کثرت ازدواج اور طلاق شروع ہوتا جاتا ہے۔ ابھی ایک لارڈ کی بابت لکھا تھا کہ اس نے دوسری بیوی کر لی ہے آخر اسے سزا بھی ہوئی مگر وہ امریکہ میں جابسا۔

غور سے دیکھو کہ انسان کے واسطے ایسی ضرورتیں پیش آتی ہیں یا نہیں کہ یہ ایک سے زیادہ بیویاں کر لے جب ایسی ضرورتیں ہوں اور ان کا علاج نہ ہو تو یہی نقص ہے جس کے پورا کرنے کو قرآن شریف جیسی اتم اکمل کتاب بھیجی ہے۔

(الحکم 28 فروری 1903ء صفحہ 15)

(داؤد احمد عابد۔ استاد جامعہ احمدیہ برطانیہ)

ایک سبق آموز بات

اخلاق اور جرم

ایک لیڈر کبھی بھی ہر طرح کی صورتحال میں اچھا بنے رہنا، نرمی اور بے جا ملائمت سے پیش آنا پسند نہیں کرتا۔ ہمیشہ ایسا رویہ رکھنا سچ اور انصاف سے متصادم بھی ہو جاتا ہے۔ اگر بدی پر ان کا اطلاق کیا جائے تو آپ کے تحمل، برداشت اور رواداری جیسے اعلیٰ اخلاق بھی جرم بن جایا کرتے ہیں۔

کاشف احمد

طلوع وغروب آفتاب

29/اگست2022ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:45	18:40
مدینہ منورہ	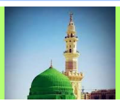	04:41	18:43
قادیان		04:37	18:57
ربوہ		04:17	18:36
اسلام آباد ٹلفورڈ	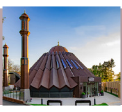	04:42	19:56